انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہوں اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاؤنڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے

پروفیسر محمد عاطف
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی

شیخ معزالدین فاؤنڈیشن لاہور
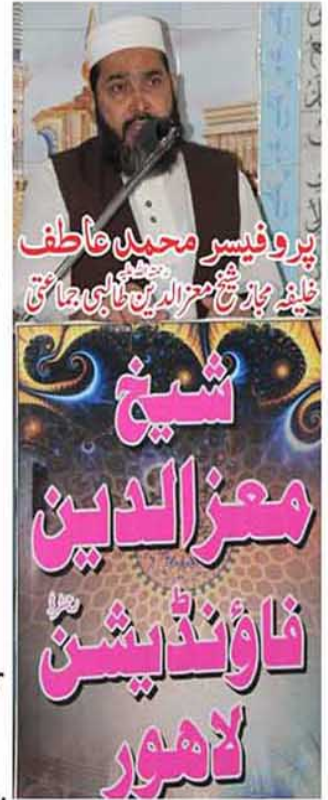
1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بفیض روحانی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سراج الملت والدین مولانا الحاج حافظ علامہ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رضی اللہ عنہ

بسرپرستی زبدۃ العارفین شمس الملت عالی جناب مولانا الحاج حافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم علی پوری

بظل حمایت زبدۃ العارفین معین الملت مولانا الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی علی پوری، د ج

انجمن خدام الصوفیہ کا

دینی - مذہبی - شریعت و طریقت کا علمبردار - صوفیائے کرام کی جان

ماہنامہ — اور علمائے امت کا مرغوب قلب رسالہ — قصور - پاکستان

انوار الصوفیہ

شمارہ ۳ | نومبر ۱۹۶۲ء ، جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ | جلد ج ۴ - ق ۵۵

فی کاپی ۵۰ پیسہ ، سالانہ چندہ ۵ روپے ، معاونین کرام سے ۲۰ روپے ، سرپرست حضرات سے ۳۰ روپے

نگران

منبع رشد و ہدایت مولانا الحاج علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب علیپوری

مدیر معاون

مولانا عبد العزیز مرتضائی قصوری

مقام اشاعت قصور - کوٹ عثمان خاں مغربی پاکستان

(رشید احمد کاتب قصور)

اس شمارہ میں لکھنے والے

حصہ نثر

حصہ نظم

اخبار آستانہ عالیہ علی پور شریف: اعلیٰ حضرت مولانا الحاج شمس الملت سرگودھا۔ گجرات۔ لاہور کے دورۂ تبلیغی سے فارغ ہو کر ۱۲۔ نومبر بروز پیر قصور سالانہ عرس کی تقریب تشریف لائے ۱۳۔ نومبر کو موضع میانوالا تحصیل قصور میں تشریف لے جائیں گے اس کے بعد آپ ۱۴۔ نومبر کو عارف والا کی طرف تشریف لیجائیں گے۔ حضرت مولانا علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب لاہور ۱۱۔ نومبر کو ایک جلسہ میں تشریف لائے رات کو آپ نے تین گھنٹہ نور کے موضوع پر تقریر فرمائی صبح آپ لائلپور تشریف لے گئے حضرت مولانا معین الملت بھارت تشریف لے گئے ہیں باقی صاحبزادگان علی پور شریف بخیر و عافیت ہیں۔

غلام رسول گوہر ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے لاہور آرٹ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور سے شائع کیا۔

تمہی تو ہو

شاعر انوار الصوفیہ حضرت صابر براری ۔ کراچی

میری نظر میں نورِ فروزاں، تمہی تو ہو
روزِ ازل سے قلب میں مہماں تمہی تو ہو

صبر و قرارِ قلبِ پریشاں، تمہی تو ہو
دل کا سکون، درد کا درماں تمہی تو ہو

فخرِ صباحتِ مہِ کنعاں، تمہی تو ہو
نورِ خدا ہو خسروِ خوباں تمہی تو ہو

جلوؤں سے جن کے ہو گئیں کافور ظلمتیں
وہ رشکِ مہرِ نیّرِ تاباں تمہی تو ہو

تخلیقِ شش جہات تمہارے سبب ہوئی
مخلوقِ شش جہات کا ارماں تمہی تو ہو

جلوہ فشاں ہیں عرش پہ جن کے نقوشِ پا
وہ نورِ حق بصورتِ انساں تمہی تو ہو

سر تا بہ پا ہے نورِ مجسم تمہاری ذات
بے سایہ جو بشر ہے وہ انساں تمہی تو ہو

آنے کو یوں تو آئے ہزاروں نبی مگر
محبوبِ رب و فخرِ رسولاں تمہی تو ہو

سینے میں طیبہ، طیبہ میں جلوہ نما ہو تم،
ہر آن میرے ذوق کا ساماں تمہی تو ہو

رضواں یہ کہہ کے خلد میں صابر کو لے چلا
محبوبِ کبریا کے ثنا خواں تمہی تو ہو،

گذارشات

علمأ بریلوی کافر گر ہیں یا مومن گر؟

★ مدیر

اس دورِ پُرفتن میں ایک فتنہ شورش مدیر چٹان نے برپا کیا ہے۔ اور وہ فتنہ یہ ہے کہ اس نے چٹان کی متعدد اشاعتوں میں بریلوی علما کو کافر گر کہا ہے۔ یعنی ان پر الزام لگایا ہے کہ وہ خواہ مخواہ علمائے دیوبند کو جو دین و ملت کے امام اور پیشوا اور بہت بزرگ ہیں کافر کہتے ہیں۔ جہاں تک کسی کو کافر کہنے کا سوال ہے، ہم بھی یہ مانتے ہیں کہ کسی مسلمان کو کافر کہنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ یہاں تک کہ علمائے محققین کا فیصلہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کا عمل یا قول جو صورتاً کفر ہے، قابلِ تاویل ہو، تو بھی اس عمل یا قول کی بنا پر اس کو کافر نہ کہا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض بزرگانِ دین سے حالتِ سکر و مستی میں کچھ ایسے کلمات سرزد ہوئے ہیں جن کا مفہوم کفر ہے۔ مگر علمائے امت نے ان کو کافر نہیں کہا۔ بلکہ اس کی توجیہہ کی یا حالتِ سکر اور بیخودی پر محمول کیا۔ ہاں اگر مادری کافر کوئی ایسا کلمہ زبان سے کہے جس کا مفہوم کفر ہے، تو وہ کفر کے لئے ہی متعین ہوگا۔ اس کی تاویل نہیں کی جائے گی۔ اس کے برعکس اگر مسلمان کوئی ایسی بات کہے گا تو ہم اس کو ظاہر سے متبدل کریں گے، یا اس سے اس کی مراد دریافت کریں گے۔ اگر اس کی مراد کفر نہیں یا تاویل کے ساتھ اس کو کفر سے پھیرا جا سکتا ہے۔ تو اس کے قائل کو کافر کہنا جائز نہیں ہوگا۔ شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے:۔ "قد ذکروا ان المسئلۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لھا تسع و تسعون احتمالاً للکفر و احتمال واحد فی نفیہ فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال الثانی لان الخطاء فی البقاء الف کافر اھون من الخطاء فی افناء مسلم واحد" انہوں نے کفر کے مسئلہ کے متعلق ذکر کیا ہے کہ اگر کلمۂ کفر کے اندر ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال کفر کی نفی میں ہو تو مفتی اور قاضی کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ احتمالِ ثانی پر عمل کرے۔ اس لئے کہ ہزار کافر کے باقی رکھنے کی خطا ایک مسلمان کی نفی کی خطا سے زیادہ آسان ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی نے جابر و ظالم بادشاہ کو عادل کہا تو وہ باعتبار اس کلمہ کے ظاہر کے کافر ہوا۔ اگر وہ یہ کہے کہ میری اس سے مراد یہ ہے کہ یہ حق اور انصاف سے عدول اور اعراض کرنے والا ہے۔ تو اس کی مراد اور تاویل کے مطابق اس کو کافر نہیں کہا جائیگا۔ اس لئے کہ عادل کا لفظ اس معنیٰ کا بھی احتمال رکھتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث آتی ہے۔ ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دورانِ جنگ میں ایک شخص کو جس نے کلمہ پڑھا قتل کر دیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم ہوا تو آپ نے ابوذر کو جھڑکی دی کہ تو نے اسے کیوں قتل کیا۔ اس نے عرض کی حضور اس نے ڈر کر کلمہ پڑھا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے یہ حقیقت اس کے دل کو پھاڑ کر دیکھ لی تھی؟" اس سے بھی ثابت ہوا

کہ جس کا اسلام ظاہر ہو، اس کو اپنے ظن کی بنا پر کافر کہنا بہت بُری بات ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ بریلوی علماء علماءِ دیوبند کو جو کافر کہتے ہیں، کس بنا پر کہتے ہیں۔ اور یہ بھی یہاں جاننا چاہیئے کہ کافر کہنا اور ہے اور کافر بنانا اور ہے۔ کافر بنانا تو یہ ہے کہ کسی مسلمان کو کفر کے راستہ پر ڈال دیا جائے، اور کافر کہنا یہ ہے کہ کسی کو اس کے کفر کی وجہ سے کافر کہا جائے۔ ان دو چیزوں کے مابین بعد المشرقین ہے۔ شورش کا علماء بریلوی کو کافر گر کہنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ یہ کہتا کہ وہ علماءِ دیوبند کو کافر کہتے ہیں یا کافر گو ہیں تو باعتبار معنیٰ کے درست تھا۔ لیکن یہ فرق معلوم کرنا علماء کا کام ہے نہ کہ شاعروں اور ادیبوں کا، خیر یہ بات تو جملہ معترضہ ہو کر درمیان میں آ گئی۔ اب یہ امر ہے کہ علماءِ بریلوی کافر گو ہیں تو ان کے پاس علماءِ دیوبند کا کفر ثابت کرنے کے وجوہات اور دلائل یہ ہیں کہ علماءِ دیوبند کی کتب میں کچھ عبارات ہیں جن کا مفہوم کفر ہے۔ علماءِ حق کا کام ہے کہ جب وہ کسی عالم یا شیخ کی زبان اور قلم سے کوئی ایسی عبارت نکلے تو اس پر گرفت کریں کہ یہ بات تم نے کفر کی کہی ہے۔ اس تنبیہ کے بعد اس پر واجب ہے کہ وہ اس عبارت کو جو کفر کے معنیٰ کی محتمل ہے۔ بدل دے اور اپنی مراد کو کسی دوسری عبارت سے بیان کرے جس میں قطعاً کفر کا احتمال نہ ہو۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا، اے ایمان والو تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو راعنا نہ کہو اور اس کی بجائے تم انظرنا کہو، اس لئے کہ راعنا میں کفر کا احتمال موجود ہے۔ کیونکہ یہودیوں کے لغت میں یہ گال تھی۔ اور جب مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہماری رعایت کیجئے کے معنیٰ میں راعنا کہتے تھے تو یہودی خوش ہوتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرما کر راعنا کے لفظ کو انظرنا کے لفظ کے ساتھ بدلنے کا حکم فرمایا۔ اس سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ جو عبارات محتمل للکفر ہوں ان کو بدل دینا چاہیئے۔ تاکہ ان سے کفر کی بدبو نہ آئے۔ اور کسی مسلمان کو اس کے قائل یا مصنف پر بدظن ہونے کا موقع نہ ملے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنے مسلمان بھائیوں کو بدظنی کا موقع مت دو۔ وہ عبارات' براہین قاطعہ، حفظ الایمان تقویۃ الایمان، صراطِ مستقیم وغیرہ کتب میں جو اکابرِ دیوبند کی ہیں' موجود ہیں۔ علماءِ بریلوی ان عبارات کے پیشِ نظر علماءِ دیوبند کو کافر کہتے ہیں۔ شورش یا علماءِ دیوبند کے نزدیک اگر وہ عبارتیں دال علی الکفر نہیں ہیں تو دلائل و براہین کی روشنی میں ثابت کریں۔ اور اگر ان سے کفر یہ مفہوم نکلتا ہے تو پھر وہ ان کو جوں کا توں رکھنے میں' کیوں اصرار کرتے ہیں؟ اور اگر ان کے نزدیک یہ عبارتیں بالکل صحیح اور درست ہیں اور قابلِ تبدیل نہیں ہیں تو اس کا مطلب پھر یہی ہو گا۔ کہ جو کفر ان عبارتوں سے اہلِ اسلام کی بہت بڑی جماعت کو معلوم ہو رہا ہے۔ یہ اس سے تغافل کر رہے ہیں۔ اور جو کفر ان سے سمجھا جا رہا ہے یہ ان کا عقیدہ ہے اور اگر کسی کا عقیدہ کفر کا ہو تو اس کو کافر کہنے میں کیا گناہ ہے۔ بلکہ اس کو کافر کہنا عین صواب ہے۔ علماءِ بریلی جو دیوبندیوں کو کافر کہتے ہیں تو وہ از راہِ ہمدردی کہتے ہیں تاکہ یہ اپنے کفر پر متنبہ ہو کر کفر سے تائب ہوں، اور ایماندار بنیں۔ اب انصاف سے

کہئیے کہ علماءِ بریلی مومن گر ہوئے یا کافر گر ؟ ان دونوں جماعتوں کے درمیان فرقان علماءِ دیوبند کی کتب کی عبارات ہیں ان پر بحث کرنی چاہیئے ۔ وہ یہ ہیں :-

(۱) دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے، چوری کر سکتا ہے ۔ چنانچہ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی لکھتے ہیں : "کذب و ظلم وسائر قبائح ہیں بالنظر الی ذات الباری کوئی قبیح نہیں ان افعال کی وجہ سے اس کی ذاتِ اقدس میں کوئی قبح لازم نہیں ہو سکتا ۔" (جہد المقل صفہ جلد اوّل مصنفہ محمود حسن دیوبندی)

(۲) دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا ۔ اور اگر اس کا یہ مطلب ہو تو اس میں کوئی فضیلت نہیں ہے ؛ چنانچہ بانیٔ مدرسہ دیوبند رقمطراز ہے :- " اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا " (تحذیر الناس صہ۲۸)

(۳) دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ شیطان اور ملک الموت کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ ہے ۔ چنانچہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی براہین قاطعہ کے صہ پر لکھتا ہے :- " شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی ۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے ۔"

(۴) دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن بعض غیبوں کا علم حاصل ہے اس میں حضور کی کوئی تخصیص نہیں ۔ چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب حفظ الایمان کے صہ پر لکھتا ہے :-
" اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے ۔"

(۵) دیوبندیوں کا عقیدہ ہے، ولیوں اور نبیوں کا پکارنا یا کسی نبی یا ولی کو شفاعت کرنے والا جاننا شرک ہے ۔ مثلاً یا رسول اللہ کہنے والا مشرک ہے ؛ چنانچہ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶ پر مولوی اسمٰعیل لکھتا ہے :-
" یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی ان (بت پرستوں) کا کفر و شرک تھا ، سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے " (۶) دیوبندیوں کا عقیدہ ہے : کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے " (تقویۃ الایمان صہ۱۱)

(۷) دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں ، تقویۃ الایمان صفہ۲ میں ہے :-
غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر فتاویٰ رشیدیہ صہ حصہ سوم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی رقمطراز ہیں : پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے "

(۸) دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم بڑے بھائی کی تعظیم کے برابر ہے"
مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان ص۵۸ پر لکھتا ہے: انسان آپس میں سب بھائی ہیں، جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے، سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

اس قسم کی اور بھی عبارات ہیں، جن سے دیوبندیوں کا کفر ثابت ہے۔ بعض سے توہینِ الوہیت اور بعض سے توہینِ رسالت اور بعض سے ان احوال و اختیارات کی نفی لازم آتی ہے۔ جو اللہ تعالٰی نے اپنے اولیاء کو عطا کئے ہیں۔ اور ان کا اثبات نص سے ثابت ہے۔ شورش کو چاہیئے کہ وہ ان عبارات کو اپنے میز پر رکھے اور حق و انصاف کا چشمہ لگائے اور غور سے بار بار پڑھے اور سوچے کہ کیا ان عبارات سے ان کے مصنفین کا کفر عیاں نہیں ہوتا؟ اور یقیناً ہوتا ہے۔ اسی لئے بریلوی علماء نے ان کو متنبہ کیا۔ اور اس سے رجوع کرنے کو کہا۔ مگر انہوں نے رجوع نہ کیا۔ اور اگر شورش کے نزدیک یہ عبارات کفریہ نہیں ہیں تو دلائل کی روشنی میں اپنے دعویٰ کو ثابت کرے۔ پھر اس پر شرافت و سنجیدگی سے غور کیا جائیگا۔

آمدِ حضور

(صلی اللہ علیہ وسلم)

جمالِ آئینہ گر زینتِ ہر آئینہ آئے
وہ آئے آئینوں میں جن کے آنے سے جلا آئے

یہ مانا وہ بشر کی شکل میں آئے بجا آئے
مگر یہ شان ہے آئے تو بن کر مصطفٰے آئے

تمہارے حسن کے جلوے تمہارے پرتو نوری
نظر اہلِ نظر کو آئینہ در آئینہ آئے

صدائے انا بشر مثلکم سے ثابت ہوگیا پر
نہ کوئی آپ سا آیا نہ کوئی آپ سا آئے

زمانے نے زمانہ ابن مریم کا بھی دیکھا ہے
مگر اب دیکھنا نورِ نگاہِ آمنہ آئے

وہ رہ جائے خدا شاہد مثالِ کہکشاں روشن
سرِ دیں آپ کے زیرِ قدم جو راستہ آئے

چلا کرتے ہیں خورشید و قمر انکے اشارہ پر
یہ قدرت لے کے عالم میں حبیب کبریا آئے

طبیعت جب کبھی الجھی تو رو رو کر تصور میں
ہم اپنا حالِ دل جا کر شہِ دیں کو سنا آئے

نہ کیوں مختار دل میں روشنی ہو نورِ ایماں کی!
چراغِ خانۂ کعبہ سے لو ہم بھی لگا آئے!

شاعرِ ملت سید مختار علی شاہ صاحب ضیائی اجمیری مدظلہ

حضرت مولانا مولوی محمد خان صاحب خطیب جامع مسجد حنفیہ منڈی چھانگا مانگا

مسلسل قسط نمبر ۹

اہل بیت مصطفےٰ

آنحضرت : اے زید تیار رہنا صبح تبلیغ حق کے لئے طائف چلیں گے ۔

زید : بہت اچھا حضور خادم تو ہر وقت ہی تیار رہتا ہے ۔

دعوت حق : اے اشراف طائف میں خدا کا برحق رسول ہوں مجھے رب العزت نے دین اسلام اور قرآن کریم دے کر بھیجا ہے ۔ تاکہ خدا کی توحید کی طرف بلاؤں ۔ اور عمل صالح کرنے کے احکام سمجھاؤں ۔

انکار (ایک کافر بولا) اگر خدا نے تجھے نبی بنایا ہے ۔ تو وہ کعبہ کا پردہ چاک کر رہا ہے ۔ دوسرا بولا کیا پیغمبری کے لئے تیرے سوا خدا کو کوئی اور آدمی ہی نہ ملتا تھا ۔ تیسرا بولا ' جا میں تجھ سے کلام کرنا پسند نہیں کرتا ۔ اگر تو خدا کا برحق رسول ہے ۔ پھر بھی کلام نہیں کرتا ۔ کیونکہ تجھ سے کلام کرنا ہی خلاف ادب ہے ۔ اگر تو دعوۂ نبوت میں جھوٹا ہے تو خود ہی تو قابل خطاب نہیں ہے حضور علیہ السلام ان کے گستاخانہ جوابات سُن کر واپس ہوئے تو ان گستاخوں نے چند شریروں کو حضورؐ کے خلاف بھڑکایا ۔ انہوں نے حضور کو گالیاں دینی شروع کیں ؛ اور تالیاں بجانے لگے ؛ مذاق اور استہزاء کرنے لگے ۔ ان کی گالیوں اور تالیوں کی آواز سن کر اور بھی بہت سے کمینے اور رذیل لوگ جمع ہو گئے اور حضور کو پتھر مارنے شروع کر دیئے ۔ اس قدر پتھر مارے کہ حضور علیہ السلام کا تمام جسم پاک خون آلودہ ہو گیا ۔ آنحضور خون بہنے کی وجہ سے بیٹھ جاتے ' جب چلتے تو پھر وہ اشرار پتھر برسانے شروع کر دیتے ۔ یہاں تک کہ وہ پتھر مارتے مارتے خود ہی تھک گئے ۔

مذاق : ایک بولا اگر آپ خدا کے رسول ہیں تو آپ ہمیں کوئی اپنا اعجاز ہی دکھائیں ۔ کم از کم یہی ہو کہ ہمارے اوپر پتھر ہی پلٹ آئیں ۔ دوسرا بولا اگر تم خدا کے رسول ہیں تو ہم کو یہ زمین کیوں نہیں نگل جاتی ۔ تیسرا بولا کہ میں ایسے خدا سے کیوں ڈروں جو اپنے پیغمبر کی بھی مدد نہیں کر سکتا ۔

ذیل : حضرت زید حضور کو تلاش کرتے کرتے یہاں پر آ گئے حضور کو زخمی دیکھکر رونے لگے ۔ آخر حضور کو اٹھا کر وادیٔ نخلہ میں لائے حضور کے زخموں کو دھویا اور پٹیاں باندھیں ۔

عرض : زید نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان دشمنوں

کے حق میں دعائے ہلاکت فرمائیں۔ تاکہ ان کو زمین ہڑپ کر جائے یا آسمان سے ان پر آگ برسے' یہ لوگ ہلاک ہو جائیں۔

جبرئیل:۔ یا رسول اللہ خدا نے آپ کی قوم کا قول سن لیا ہے جو انہوں نے آپ کو جواب دیا ہے۔ وہ بھی سن لیا ہے۔ حضور کی خدمت میں ملک الجبال حاضر ہے۔ السلام علیکم یا رسول اللہ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں' خدا نے مجھے حضور کی خدمت میں بھیجا ہے۔ تاکہ میں ان پر دو پہاڑوں کو الٹ کر ان کو ہلاک کر دوں حضور نے فرمایا، میں خدا سے امید کرتا ہوں کہ ان کی پشت سے وہ لوگ پیدا ہوں گے جو خدا کی عبادت کریں گے اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائینگے۔ (سیرت ابن ہشام)

الٰہی تو انہیں چشم بصیرت دے سمجھ جائیں،
کہ تجھ پر اور ترے محبوب پر ایمان لے آئیں
الٰہی اپنے فضل و لطف سے تو ان کو سمجھا دے
بجائے پتھروں کے ان کے اوپر پھول برسا دے

حضرت سیدہ کی غمخواری

ایک روز حضور علیہ السلام آرام فرماتے تھے کہ حضرت جبرئیل یہ پیغام الٰہی لائے کہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے' کہ اے محبوب آپ کو بخشش امت سے نیند زیادہ پیاری ہے۔ کیا آپ بروز حشر اپنی امت عاصی کی شفاعت نہ فرمائیں گے حضور یہ ارشاد الٰہی سنتے ہی زار و قطار رونے لگے اور روتے روتے ایک غار تیرہ و تار میں تشریف لے گئے صحابہ کرام و اہل بیت عظام بہت مضطرب و بیزار ہوئے صحابہ کرام تلاش کرتے کرتے ایک غار پر تشریف لے گئے وہاں پر ایک چرواہا' بکریاں چراتا ملا۔ اس سے پوچھا کہ اے چرواہے کچھ ہمارے آقائے محترم نور مجسم رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، سید المرسلین، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حال معلوم ہے۔ کہ وہ کہاں تشریف فرما ہیں۔ وہ چرواہا یہ سن کر صحابہ کرام سے عرض کرنے لگا

گفت چوپاں مرمرا معلوم نیست
بل محمد را نمے دانم کہ کیست

وہ چرواہا بولا کہ مجھے کوئی حال معلوم نہیں اور نہ ہی میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔

ایں قدر دانم کہ اندر تیرہ غار
زار مے نالد کسے لیل و نہار

ہاں اتنا جانتا ہوں کہ اس اندھیری غار میں کوئی دن رات روتا رہتا ہے

مے کند با گریہ ہر ساعتی
نالہ یا امتی یا امتی

ہر وقت کوئی یا امتی یا امتی کہہ کر روتا رہتا ہے۔

جانور از نالہ او خستہ اند،
از چرا کردن دہن ہا بستہ اند

میرے جانور بھی اس غار والے کی آواز سن کر روتے رہتے ہیں۔ جب سے یہ غار میں تشریف لائے ہیں۔ میرے جانوروں نے کھانا پینا اور سب عیش و آرام چھوڑ دیا ہے تین دن سے یہی حالت ہے۔

صحابہ کرام: اے چرواہے بس ہمیں یقین ہو گیا کہ یا امتی یا امتی فرمانے والے اور اپنی عاصی امت کی یاد میں رونے والے ہمارے ہی محبوب پاک' صاحب لولاک شہنشاہ افلاک ہیں۔

زیادت: بھئی چرواہا ٹھیک کہتا تھا۔ یہ دیکھو حضور پر نور

دربارِ خدا میں سربسجود ہیں۔ ٹھیک ہے نا ،

گزارش : یارسول اللہ ہم حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ تمام مرد وزن پسران و دختران رو رہے ہیں شہر میں ایک حشر برپا ہے۔ سب نے حضور کے غم میں کھانا پینا ہنسنا بولنا ترک کر دیا ہے۔ آپ ہمارے حال پر رحم فرمائیں۔ اپنے دولت کدہ پر تشریف لے جا کر مرد وزن کو حیاتِ جاودانی عطا فرمائیں۔ حضور کے فراق میں سب عیش وآرام ختم ہو چکا ہے۔

آنحضرت : اے ایمان والو ! اے جان نثارو ! رب العزت نے جبریل کو بھیجکر مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ اے پیارے محبوب کیا بخششِ اُمت سے تمہیں نیند پیاری ہے۔ بروزِ حشر تمہارے سر پر ہی تو شفاعت کبریٰ کا تاج ہوگا۔ تمام سیاہ کارانِ حشر تمہارے ہی رخ روشن کی طرف تکتے ہوں گے۔ آدم سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک سب نفسی نفسی کہیں گے اور گنہگاروں کی شفاعت سے انکار فرمائیں گے۔ جب تک مولا کریم مجھے بخششِ امت کا مژدہ نہ سنائیگا میں سجدے سے سر نہ اُٹھاؤں گا۔

صحابہ کرام : یارسول اللہ بروزِ حشر ہم اپنی اپنی نیکیاں حضور کی اُمتِ عاصی کو دے دیں گے، تاکہ ان کی بخشش ہو جائے

آنحضرت : اے ایمان والو ! جاؤ مجھے اپنے رب کو راضی کرنے دو۔ جب تک وہ خود مجھے بخشش اُمت کا مژدہ نہ دیگا۔ میں کبھی بھی گھر جانے کو تیار نہیں ہوں

صحابہ کرام : بھئی اب کیا کرنا چاہیئے، حضور نے تو گھر تشریف لے جانے سے انکار کر دیا ہے۔ حضور کے بغیر تو ہماری زندگی بیکار ہے۔ اچھا چلو حضرت سیدۃ النسأ فاطمۃ الزہرا کی خدمت میں چلتے ہیں، وہ دیکھیں کیا تجویز بتلاتی ہیں۔

گزارش : اے سیدۃ النسأ فاطمۃ الزہرا آپ کو بھی کچھ معلوم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تین شبانہ روز سے کیا حالت گذر رہی ہے۔ حضور تو تین دن اور تین رات سے غار تیرہ و تار میں تشریف فرما ہیں۔ اور سربسجود رکھا ہے۔ یا رب اُمتی یا رب اُمتی کہکر اپنے رب سے مناجات کر رہے ہیں۔ اور اُمتِ عاصی کے غم میں ماہیِ بے آب کی طرح بے قرار ہیں۔

حضرت سیدہؓ : (رو رو کر) بس حضور کے بغیر میری بھی زندگی بیکار ہے۔ میرے لئے کھانا پینا، عیش وآرام اس وقت تک سب حرام ہے۔ جب تک میں اپنے بابا جان کی اُمت کو نہ بخشوا لوں گی۔ چلو میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آنحضرت : اے بیٹی فاطمہ ! تم بھی غار میں آ گئی ہو تم نے میرے صحابہ واہل بیت سے خدا کا حکم سن لیا ہوگا۔ بس اے فاطمہ میں نے خدا سے وعدہ کر لیا ہے کہ جب تک وہ میری اُمت کو نہ بخشے گا اس وقت تک میں گھر پر جانے کو تیار نہیں ہوں۔ مجھے امت کی بخشش کا بہت ہی فکر ہے۔ تم بیٹی گھر پر جاؤ۔

حضرت سیدہؓ : بابا جان تمہارے بغیر فاطمہ کی زندگی بیکار ہے میں نے بھی اب رب سے وعدہ کر لیا ہے کہ جب تک وہ میرے بابا جان کی اُمتِ عاصی کو نہ بخش دے گا۔ میں ہرگز گھر پر نہ جاؤں گی۔ لو میں بھی حضور کے ساتھ ہی طویل سجدہ کرتی ہوں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشادِ باری: اے پیارے حبیب سرِ مبارک اٹھاؤ ؎

پس ندا آمد ز یزداں اے رسول
من دعائے فاطمہ کردم قبول
گر طلب کردی زمین و آسماں
جملہ بخشیدمت در یک زماں

اے حبیب ہم نے فاطمہ کی دعا قبول فرمالی ہے۔ اور آپ کی امت عاصی بخشش دی گئی ہے۔ سیدہ فاطمہ اور صحابہ کرام حضور کو خوشی خوشی گھر پر لائے اور حضور نے مسجد و مکانات و جنگلات کو راحت بخشی۔ تمام مرد و زن اطفال و دختران کو زندگی بخشی

معلوم ہوا کہ حضرت سیدہ بھی حضور کی امتِ عاصی کی بخشش کے لئے حضور کی طرح بے چین رہا کرتی تھیں۔ اور حضور کی ادنیٰ تکلیف کو بھی برداشت نہ فرما سکتی تھی۔

سیدہ کی محبت پہ لاکھوں سلام

حضرت انس رض کی گزارش

حضرت انس عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ بروز حشر میں حضور کو کہاں تلاش کروں، آپ کہاں ہوں گے حضور نے فرمایا: سب سے پہلے تو مجھے پلصراط پر دیکھنا، عرض کیا اگر حضور وہاں نہ ملیں آپ نے ارشاد فرمایا، اگر وہاں نہ ملا تو میزان کے پاس دیکھنا۔ وہاں ہوں گا۔ پھر عرض کیا، اگر حضور وہاں بھی نہ ملیں تو پھر کہاں دیکھوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ اگر میزان کے پاس بھی نہ ملا تو حوض کوثر پر دیکھنا وہاں ہوں گا۔ میں ان تین مقامات سے تمہیں ایک نہ ایک جگہ پر ضرور ملوں گا۔ (مشکوٰۃ ص ۴۸۵)

معلوم ہوا کہ بروز حشر ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ہوگی مگر حضور علیہ السلام کو بروز حشر تمام گنہگارانِ امت کا غم تڑپاتا ہوگا۔ حضور کبھی اپنی امت کے لئے پل صراط پر جائیں گے تاکہ انہیں سلامتی سے پار اتار دیا جائے۔ اور کبھی میزان پر تشریف لے جائیں گے۔ تاکہ ان کے اعمالِ نیک کو اپنے انعامات سے وزنی فرما دیا جائے۔ اور کبھی حوضِ کوثر پہ ہوں گے تاکہ گنہگاران امت کو آبِ کوثر سے سیراب کیا جائے۔ ؎

گر حکم جہنم کا مجھے دے گا الٰہی!
اور بھیجے پکڑانے کے لئے اس نے سپاہی
اس وقت میں چلاؤں گا اور دوڑ کے دوہائی
ٹھہرو میں ذرا اپنے محمد ﷺ کو بلا لوں
آئیں گے سید والا مدد کو میری اس دم
فرمائیں گے اے امتی تو کر نہ کوئی غم
میں آیا ہوں بن کے ترا مونس و ہمدم
آ میرے گنہگار میں کملی میں چھپا لوں

حضرت سیدہ کی غمگساری

ایک روز حضور علیہ السلام غمِ امت میں بہت ہی روتے تھے، اصحابِ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ آج حضور کیوں زیادہ مغموم و محزون ہیں؟ (مگر حضور روتے رہے اور صحابہ کرام کو کوئی جواب نہ دیا)

مشورہ: جب حضور نے صحابہ کرام کو کوئی جواب نہ دیا تو تمام صحابہ کرام حضرتِ سیدہ فاطمہ کی خدمت میں تشریف لے جا کر فرمانے لگے کہ، اے سیدہ آپ ہی کوئی مشورہ دیں۔ تاکہ حضور ہمیں بتائیں کہ آج حضور کے رونے اور نہ کلام فرمانے کا کیا سبب ہے؟

سیدہ: بابا جان آج آپ کیوں روتے ہیں، آپ کے رونے سے میرا کلیجہ منہ کو آتا ہے اور جان قفسِ عنصری سے

پرواز کرنے والی ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ کیوں غمزدہ ہیں حضور کے تمام اصحاب و اہلِ بیت خون کے آنسو رو رہے ہیں

آنحضرت :- اے سیدہ فاطمہ آج میرے پاس جبریل آیت صراط لے کر حاضر ہوئے، بیٹی میری گنہگار اُمت کس طرح پُل صراط کو عبور کرے گی۔ میں روزِ محشر کی مصیبت کو یاد کر کے روتا ہوں۔

سیدہ :- بابا جان آپ کوئی فکر نہ کریں۔ میں آپ کی اُمتِ عاصی کی بخشش کے لئے کوئی تجویز سوچتی ہوں۔

نجمہ :- اے شیخ المہاجرین ابُوبکر صدیق آپ کو معلوم ہے کہ آج میرے بابا جان پر آیتِ صراط نازل ہوئی ہے۔ اور آپ کی حالت اُمتِ عاصی کی یاد میں بہت ہی زیادہ غمناک ہے آپ حضور کی اُمت کے بوڑھوں کے لئے کوئی فدیہ دے سکتے ہیں

صدیقِ اکبر :- اے سیدہ بے شک کل بروزِ حشر حضور کی اُمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دوں گا، کہ یا رب العالمین جو عذاب حضور کی اُمت کے بوڑھوں کو دینا ہے، وہ ابُوبکر کو دے دے۔

سیدہ :- اے علی مرتضیٰ آپ کو معلوم ہے کہ آج حضور پر آیتِ صراط نازل ہوئی ہے اور حضور یادِ اُمت میں بہت ہی پریشان ہیں۔ آپ جوان ہیں۔ کیا جوانانِ اُمتِ رسُول کے لئے تم کوئی قربانی پیش کرتے ہو۔

علی مرتضیٰ :- اے سیدہ النساء فاطمۃ الزہرا، آپ کوئی فکر نہ فرمائیں، کل بروزِ حشر میں حضور کی گنہگار اُمت کی بخشش کے لئے اپنے آپ کو پیش کروں گا۔ کہ یا احکم الحاکمین جوانانِ اُمتِ رسُول کو جس قدر عذاب دینا ہے۔ وہ علی کو دیدے مگر ان گنہگاروں کی تو بخشش فرما دے۔

سیدہ :- اے فرزندانِ رسول امامین کریمین حسنین رضی اللہ تعالےٰ عنہما، تم کو معلوم ہے کہ آج میرے بابا جان پر آیت صراط کا نزول ہوا ہے۔ اور حضور غمِ اُمت میں بے حد بیقرار ہیں۔ کیا تم میرے بابا جان کے بچوں کے لئے کوئی فدیہ پیش کر سکتے ہو؟

امامین :- اماں جان آپ اطفالِ اُمتِ رسُول کا کوئی فکر نہ فرمائیں، کل بروزِ حشر حضور کی اُمت کے بچوں کیلئے ہم اپنے آپ کو پیش کر دیں گے۔ کہ یا رب العالمین، جو اطفالِ اُمتِ رسُول کو عذاب کرنا ہے وہ ہمیں عذاب فرمائے

سیدہ :- اے بیٹیا حسن اور حسین (رضی اللہ تعالےٰ عنہما) اب صرف اُمتِ رسُول کی گنہگار خواتین رہتی ہیں۔ ان کے لئے میں خود اپنے آپ کو دربارِ الٰہی میں حاضر کر دونگی۔ یا ارحم الرحمین، اُمتِ رسُول کی عورتوں کو تُو نے جس قدر عذاب دینا ہے تو وہ عذاب دخترِ رسُول کو دے دے۔ اور ان کی بخشش فرما دے۔

جبرملی :- یا رسُول اللہ رب العزت آپ کو اور سیدہ فاطمہ کو سلام فرماتا ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے کہ آپ سیدہ فاطمہ کو فرما دیں۔ کہ وہ کوئی فکر نہ کریں۔ ہم ان کی رضا پر راضی ہیں، جو کچھ وہ پسند فرما دیں گی، ویسا ہوگا۔

نزہت جلد ۲ (صـ۲۲۶)

(باقی آئندہ)

تمہارے اسلاف اور تم

(مسلسل نظم قسط ۶)

★ حضرت مولانا نسیم بستوی (بھارت) ★

خدا کے وہ فدائی تھے خدا ان کا نگہباں تھا | مجاہد دینِ حق کے وہ تھے باطل ان سے لرزاں تھا
تھے وہ سچے مسلماں دل میں ان کے نورِ ایماں تھا | صداقت کے مبلغ تھے زمانہ ان پہ قرباں تھا

زباں پر اُن کا نام آئے تو غم شکوہ سے بدل جائے
اگر گرتا ہو ان کی یاد سے فوراً سنبھل جائے

جوانوں کا یہ عالم ہے کہ میخانوں میں پھرتے ہیں | کسی ایکٹریس پر عاشق ہیں مثلِ زن سنورتے ہیں
ہیں مذہب سے الگ الحاد کا دم روز بھرتے ہیں | مسلماں ہیں مگر مغرب کے ہر فیشن پہ مرتے ہیں

ادائے دلربائی سے بھری گفتار ہے ان کی
پسینہ حسن کو آ جائے وہ رفتار ہے ان کی

لبوں پر نغمۂ قرآں نہیں فلمی ترانہ ہے | نمازوں کی جگہ شام و سحر گانا بجانا ہے
نہ باطل سے کوئی نفرت نہ ایماں کا ٹھکانہ ہے | اسیرِ گیسوئے تہذیبِ نو سارا زمانہ ہے

اجاگر کر رہا ہے کفر کا نام و نشاں کوئی
نظر آتا نہیں ملت کا لیکن پاسباں کوئی

سنو اے رہبرانِ دینِ ربّ العالمیں سن لو | تمہیں ہو ناشرِ احکامِ قرآنِ مبیں سن لو
میں حکمِ رب سناتا ہوں باندازِ حسیں سن لو | خدا را غور سے عرضِ دل اندوہگیں سن لو

ہو جو بھی بات سچی اس کو بےخوف و خطر کہہ دو
کوئی مانے نہ مانے امرِ حق تم بیشتر کہہ دو

یہ دیکھو مسلکِ عشاقِ دینِ مصطفےٰ کیا ہے | یہ دیکھو مقصدِ اسلام و حکمِ کبریا کیا ہے
یہ دیکھو شیوۂ ایمانِ مردانِ خدا کیا ہے | یہ دیکھو ملتِ بیضا کا رازِ ارتقا کیا ہے

اگر حق بات کے کہنے کی تم طاقت نہیں رکھتے
سمجھ لو دہر میں پھر تم کوئی عزت نہیں رکھتے

اِنتباہ

اگر زندیق کے لفظ مقضی سے مُراد زندیق کا کفر اختیار کرنا ہے۔ اور اس پر راضی ہونا ہے تو اُس کا اپنے کفر جیسے جُرم پر راضی ہونا بڑا جُرم اور کفر ہے اور یہ بندے کا اپنا کسب اور فعل ہے۔ اصل میں قضا دوسری چیز ہے اور مقضی دوسری چیز ہے۔ قضا اور تقدیر تو خُدا تعالٰی کی ذات سے متعلق ہیں اس لئے اس کی قضا اور تقدیر پر راضی ہونا ضروری ہے۔ اور کفر چونکہ مقضی قضا شدہ چیز ہے اور وہ بندے کی ذات سے متعلق ہے اس پر راضی ہونا بڑا جرم ہے جیسا کہ شرح عقائد میں ہے۔ کہ الکفر مقضی لا قضاء والرضاء انما یجب بالقضا دون المقضی انتہٰی (۱۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی) یعنی کفر قضا شدہ چیز ہے اور یہ قضا اور تقدیر نہیں ہے۔ بیشک راضی ہونا قضا پہ واجب ہے۔ نہ قضا شدہ چیز پہ خُدا تعالٰی کا کفر کو پیدا کرنا بندے سے امتحان لینے کی وجہ سے تو عین حکمت ہے مگر بندوں کا اپنے اختیار اور کسب اور ارادہ سے کفر کو پسند کرنا شدید غلطی ہے۔ حاکم حقیقی کی بغاوت کو پسند کر کے اس جرم کا ارتکاب کرنا اور اُس کی اطاعت سے انکار کرنا بڑا جرم ہے۔

یہاں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ایک چیز کی نسبت مختلف حیثیتوں کی وجہ سے دو چیزوں کی طرف ہو سکتی ہے جیسا کہ زمین خُدا تعالٰی کی ملک ہے۔ اس حیثیت سے کہ وہ اس کا خالق ہے اور وہ بندوں کی ملکیت بھی مجازاً ہو سکتی ہے۔ اس حیثیت سے کہ وہ زمین پر قابض و متصرف ہیں اپنی جگہ دونوں نسبتیں صحیح اور جائز ہیں (شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر ص۲۲ میں ہے کہ ان الفرق بین الکسب والخلق ھو ان الکسب امر لا یستقل بہ الکاسب والخلق امر یستقل بہ الخالق یعنی کاسب اپنے کسب میں دوسرے کا محتاج ہے اور خالق پیدا کرنے میں دوسرے کا محتاج نہیں ہے اس طرح بندوں کے افعال خدا تعالٰی کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں۔ اس حیثیت سے کہ وہی ان کا خالق ہے۔ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔ حق تعالٰی تمہارا اور تمہارے افعال کا بھی خالق ہے۔ اور بندوں کے افعال بندوں کے طرف بھی منسوب ہو سکتے ہیں کیونکہ بندوں کے اختیار اور ارادے اور کسب سے سرزد ہوتے ہیں۔ بندہ کسی بھی خیر و شر کے کسب کا عزم کرے تو حق تعالٰے اسمیں قدرت و استطاعت پیدا فرماتا ہے شرح فقہ اکبر ص۴۳ میں ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ تعالٰی لا یخلق الطاعۃ والمعصیۃ فی قلب العبد بطریق الجبر والغلبۃ بل یخلقھا فی قلبہ مقروناً باختیار العبد

وکسبہ انتہی ، یعنی نیکی اور بدی کو اللہ تعالیٰ بندے
کے دل میں زبردستی پیدا نہیں فرماتا ۔ بلکہ دونوں کو بندے
کے کسب اور اختیار کرنے کے ساتھ ہی پیدا فرماتا ہے
بہر حال کفر و ضلالت کی نسبت خدا کی طرف
خالق ہونے کی حیثیت سے ہے اور بندوں کی طرف کفر
کی نسبت کاسب اور فاعل ہونے کی حیثیت سے ہے
لا یکون للعبد قدرۃ علی الفعل قبل الفعل
بل اذا اراد الفعل خلق اللہ سبحانہ فیہ القدرۃ
انتہی (نبراس مطبوعہ دین محمدی پریس لاہور ص ۲۷۹)
یعنی جب بندہ کسی کام کا اپنے اختیار سے ارادہ کرتا ہے
تو حق تعالیٰ اس میں قدرۃ پیدا فرماتا ہے ۔ کفر و ضلال
وغیرہ معاصی اور موذی جانوروں کا پیدا کرنا بیشک حکمت
و مصلحت سے خالی نہیں ہے ۔ خواہ وہ حکمتیں اور مصالح
ہماری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں ۔ مگر غلط طریق پر ان کو
استعمال کرنا یا انہیں پسند و اختیار کرنا بندوں کا جرم
ہے ۔ بلا تشبیہ بندوق و توپ وغیرہ ایٹم بم و راکٹ جیسے
خطرناک اسلحہ کا بنانا بڑی دانائی اور عقلمندی ہے مگر
ان کا غلط استعمال کرنا بڑی کم عقلی اور شدید جرم
ہے ۔ اسی طرح زہری دواؤں کا ذخیرہ دواخانوں ،
شفاخانوں میں رکھنا تو عین حکمت و مصلحت ہے
مگر ان زہری دواؤں کا غلط استعمال کرنا بہت بڑا
جرم ہے ۔ قرآن و حدیث میں اکثر جگہ اہداء و اضلال
کی نسبت و اضافت خدا تعالیٰ کی طرف بطور تسبیب
تکوین اور بطور تخلیق بھی واقع ہوئی ہے ۔ کیونکہ حق تعالیٰ
ہی مسبب حقیقی اور خالق ہر خیر و شر ہے ۔ اور بعض جگہ
اضلال کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف بطریق سزا و وعید
بیان فرمانے کے بھی آئی ہے ۔ اور تفصیل سے اوپر
بیان ہو چکا ہے ۔ مگر یہاں بمعنی خلق ہدایت و خلق
ضلالت ہے ۔ جیسا کہ علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ
الباری متوفی ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء نے اپنی مشہور کتاب شرح
فقہ اکبر مطبوعہ مصر ص ۴۰ میں تصریح فرمائی ہے کہ بندوں
کے لئے ہدایت و طاعت کا پیدا کرنا محض خدا کی فضل
ہے ۔ اور ضلالت و معصیتہ کا بندوں کے امتحان
لینے کی حکمت اور مصلحت کے لئے پیدا فرمانا بھی عین
عدل و انصاف ہے ۔ والکل من عند اللہ خلقا
فخلق الطاعۃ فضلہ وخلق المعصیۃ عدلہ "
خدا تعالیٰ کا انسانی کسب و کوشش کے بغیر
انسان وغیرہ مکلف بندوں کو قوتِ ارادی عطا فرمانا
اور ان کے لئے ہدایت و طاعت کا پیدا کرنا خاص اس کا
فضل و کرم ہے ۔ اور لیبلوکم ایکم احسن عملا
کی بنا پر بندوں کے امتحان کے لئے ضلالت و معصیت
کا پیدا فرمانا عین حکمت و عدل ہے ۔ بلا تشبیہ دنیاوی
حکومتوں کا کسی کو بڑا عہدہ اور افسری عطا کر کے بڑے
بڑے اختیارات سونپنا ایک بڑی مہربانی اور خاص نوازش
ہے ۔ اور منصبِ عہدہ کے لحاظ سے وقت پر انہیں
آزمانا عین عدل و انصاف ہے مگر بڑے عہدہ داروں
اور افسروں کا اپنے سونپے ہوئے اختیارات سے ناجائز
فائدہ اٹھانا اور اختیارات کو غلط استعمال کرنا ظلم ہے
دوسری جگہ شرح فقہ اکبر ص ۱۱۴ میں ہدایت و ضلالت
کا خالق حق تعالیٰ کو ثابت کرتے ہوئے اس نسبتہ اور

اضافت پر روشنی ڈالتے ہیں کہ مسبب حقیقی ہونے
کی وجہ سے اور خالق ہونے کے طور پر اہداء و اضلال
کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے۔ اور مجازاً
مسبب واقع ہونے کے وجہ سے دوسروں کی طرف
نسبت و اضافت کرنا بھی جائز ہے چنانچہ فرمایا کہ :۔
ان اللہ تعالیٰ یضل من یشاء ویھدی
من یشاء۔ بمعنی انہ یخلق الضلالت والھدایت۔
لانہ الخالق وحدہ فی الحقیقۃ لاکن قد تضاف
الھدایت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مجازاً
بطریق التسبیب کما فی قولہ انک لتھدی
الی صراط مستقیم کما تسند الی القرآن
کما فی قولہ تعالیٰ ان ھذا القرآن یھدی
للتی ھی اقوم وقیل یسند الاضلال الی
الشیطان مجازاً ومن قولہ تعالیٰ لاغوینھم
کما یسند الاضلال الی الاصنام فی قولہ تعالیٰ
رب انھن اضللن کثیراً من الناس اولی
غیرھا کقولہ تعالیٰ واضلھم السامری وفسر
المعتزلۃ الھدایۃ طریق الصواب وھو
باطل بقولہ تعالیٰ انک لا تھدی من احببت
مع انہ علیہ السلام بین طریق الاسلام ودعا
الی الھدی جمیع الانام انتھی ۔

یعنی بیشک خدا تعالیٰ جسے چاہے گمراہ کرے
جسے چاہے ہدایت فرمائے ۔ اس کے معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ
خالق حقیقی ہے ۔ بیشک جس کے لئے چاہے ھدایت پیدا فرمائے
اور جس کے لئے چاہے گمراہی پیدا فرمائے مگر کبھی مجازاً
بطور سبب ھدایت کی اضافت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف کی گئی ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا
کہ بیشک تو سیدھے راستے کی طرف ہدایت فرماتا ہے جیسا
کہ بطور سبب ھدایت کی نسبت قرآن پاک کی طرف
بھی کی گئی ہے ۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بیشک
قرآن سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی فرماتا ہے اور کبھی
گمراہ کرنے کی نسبت بطور سبب شیطان کی طرف بھی کی
جاتی ہے۔ جیسا کہ خدائی ارشاد ہے کہ شیطان نے کہا
میں انسانوں کو ضرور گمراہ کروں گا ۔ جیسا کہ بتوں کی
طرف بھی اضلال کی نسبت کی گئی ہے ۔ اور قرآنی ارشاد
ہے کہ اے میرے رب بیشک بتوں نے بہت انسانوں کو
گمراہ کیا ۔ اور سامری کی طرف بھی نسبت ہے کہ بنی اسرائیل
کو سامری نے گمراہ کیا ۔ اور معتزلہ جو ھدایت کے معنی
فقط راستہ دکھانا بیان کرتے ہیں ۔ یہ باطل ہے کیونکہ
آپ کے متعلق ارشاد ہے کہ تو اسے ھدایت نہیں دے سکتا جس سے
تو محبت رکھتا ہے ۔ حالانکہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے انہیں کھول کر سب کو اسلام کا راستہ بتا دیا تھا اور
سب کو ھدایت کی طرف بلایا تھا اور اہل سنت کے پاس
ہدایت کے معنی ہیں سیدھے راستہ پر چلانا اور حقیقی
طور پر خدا تعالیٰ ہی سیدھی راہ پر چلاتا ہے ۔ اور مجازاً
سبب واقع ہونے کی وجہ سے قرآن اور نبی وغیرہ کی طرف
ھدایت کی نسبت و اضافت بھی کی جاتی ہے ۔

(باقی آئندہ)

تضمین مناجات

عالیجناب مولانا پروفیسر حامد حسن صاحب قادری ایم اے کراچی

حسرت زدۂ جگر فگارے
بر دوش ز غم نہادہ بارے
در حضرت تو رسیدہ بارے
اللہ بدرت امید وارے
کو را نبود بجز تو یارے

در گردن خود ز غم کمندے
در دام گناہ پائے بندے
غمگین و فسردہ و نژندے
محنت زدۂ نیازمندے
خجلت زدۂ گناہگارے

در چشم سرشک و برلب آہے
خود بر عصیانِ شود گواہے
از شرم بہ پشت پا نگاہے
از کردۂ خویش روسیاہے
وزگشتۂ خویش شرمسارے

گر لطفِ تو کارساز گردد
گر و سر تو بناز گردد
امید کہ سرفراز گردد
حاشا ز سر تو باز گردد
نومید چنیں امیدوارے

عالیجناب راشد علی صاحب جماعتی بچھراؤں۔ مراد آباد

السلام اے شہ جماعت شانِ ایمانی سلام
منبعِ فیضِ الٰہی شانِ ربانی سلام
تم مجددِ الفِ ثانی کے ہو ثانی السلام
عالمِ عرفانی کے حامل پیرِ روحانی سلام
بدرِ کامل ماند ہے تیری ضیا کے سامنے
بابِ رحمت سے ہویدا شانِ رحمانی سلام
توڑ سکتا ہی نہیں کوئی طلسمِ عاشقی
تم لگا دو جس کے دل پر مہرِ سلطانی سلام
شہ جماعت ہی کے در پہ ہوتی ہے پوری مراد
پرتوِ حسنِ الٰہی نورِ یزدانی سلام
میرے دل سے محو کر دے رنج و غم حرص و حسد
دے مجھے توفیقِ ایماں نورِ ایمانی سلام
مجھ غریبِ خستہ پر بھی اک نظر بہرِ خدا
سیدِ شاہِ جماعت ظلِ سبحانی سلام
بینوا راشد خستہ حال ہے تیرے در کا غلام
کر نظر لطف و کرم کی شاہِ جیلانی سلام

۵ اعلیٰ حضرت امیر ملت رضہ

تذکرۂ امیر ملت

اقوال و افعال

اعلیٰ حضرت امیرِ ملت علی پوری

حضرت مولانا مصطفیٰ علی صاحب
مہاجر مدینہ منورہ (عرب)

(۱) جب مکہ مکرمہ جاؤ خواہ حج خواہ عمرہ کے لئے تو کعبۃ اللہ شریف پر جب پہلی نظر پڑے، دعا مانگو "یا اللہ صدقہ اس تیرے بیت العتیق مبارک کا، مجھے مستجاب الدعوات بنا" جو پہلی دعا کی جاتی ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی تھی:-

(۲) "طواف ایسے وقت پر کرو کہ جب کعبہ شریف کا سایہ زمین پر نہ ہو، یا بالکل چھوٹا سا ہو، کعبہ شریف کے سایہ پر قدم رکھنا بے ادبی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ نوری کو اس لئے بے سایہ بنایا تھا۔ کہ کوئی اس پر اپنے قدم ہرگز نہ رکھ سکے اور ایسی بے ادبی کسی سے نہ ہو۔ کعبہ شریف کو اس لئے بے سایہ نہیں بنایا کہ دیکھے کہ کون ادب کرتا ہے اور کون نہیں"

(۳) "سبز مصلےٰ یا سبز کپڑے پر قدم نہ رکھو خواہ نماز کے لئے کیوں نہ ہو۔ ہاں سبز پر سجدہ کر سکتے ہیں۔ سبز رنگ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے تاج کا رنگ ہے اس رنگ کی بے ادبی نہ کرنی چاہیئے"

(۴) "مرد ہو یا عورت سبز کپڑا اپنی ناف کے نیچے نہ پہنے"

(۵) "جب کسی بزرگ سے شرفِ نیاز کے لئے جاؤ تو سب سے پہلے اس کی خدمت میں حاضر ہو اور بعد اس کے گھر والوں اور دوسروں سے ملاقات کرو۔ اور جب رخصت ہو تو سب سے رخصتی ملاقات پہلے کرو۔ اور بزرگ سے سب سے آخر"

(۶) دنیا و دین کے دو کام بہ یک وقت پیش آویں تو دنیا کا کام چھوڑ کر دین کا کام پہلے کرو اور دنیا کا کام بعد میں، ایسا کرو گے تو دنیا کے کام میں اللہ تعالیٰ کی بہت نصرت حاصل ہوگی۔

(۷) رات کو توبہ استغفار کر کے جانب قبلہ منہ کر کے ایسا لیٹ جاؤ جیسے مردہ کو قبر میں سلاتے ہیں۔

(۸) کافروں مشرکوں کی پکائی ہوئی یا پانی ملائی ہوئی کوئی شئے ہرگز نہ کھاؤ۔

(۹) بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے سخت پرہیز کرو اور

ان سے دُور بھاگو"

(۱۰) "ہم دے کر خوش ہوتے ہیں بعض آدمی لے کر خوش ہوتے ہیں"

اعلیٰ حضرت امیر الملت رضی اللہ عنہ بے مثال سخی تھے آپ کے سخاوت کی تفصیل مشہور عالم سخی حاتم طائی کی سخاوت کو بھی شرمندہ کرتی ہے۔ آپ امیروں اور اغنیاء میں فقیر تھے اور فقیروں میں امیر بے نظیر، آپکی حیات طیبہ میں شائد ہی کوئی دن ایسا گذرا ہو کہ کوئی سائل آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہو۔ کسی سائل کو آپ نے بغیر اسکی حاجت پوری فرمائے رخصت نہیں فرمائی۔ سفر میں، حضر میں، ہر مقام میں ہر موقع پر کوئی گھر کی تعمیر کا سوال کوئی قرض کی ادائیگی کا سوال، کوئی دُور و دراز وطن کو سفر کے لئے زادِ راہ کا سوال، کوئی بیٹا بیٹی کی شادی کے خرچ کا سوال، کوئی قرضوں سے نجات کا سوال، کوئی کسی دینی کتاب کی طباعت اشاعت کے خرچ کا سوال، الغرض ہر قسم کے سائل آپکے دربار میں حاضر ہو کر زرِ مقصود سے اپنے دامان بھر کر روانہ ہوتے بعض اوقات جب سائل آتا آپکے پاس کچھ نہ ہوتا۔ تو آپ تقسیم ہند سے قبل ایام میں علی پور شریف میں ایک کافر ہندو لالہ جی دوکاندار تھا۔ اس سے قرض مانگ کر سائل کو نوازتے تھے۔ بعد تقسیم ہند جب وہ لالہ جی ہندوستان بھاگ گیا سائل کے لئے قرض کی ضرورت پیش آئی تو حضرت سید [illegible]دی شاہ صاحب علی پوری سے جو بعد تقسیم ہند دولتمند ہو گئے تھے۔ قرض لیا کرتے تھے۔ عموماً قرض دو چار دنوں میں ہی ادا ہو جاتا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ فتوحاتِ غیبی سے آپکو فوراً نوازتا۔ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے جو کوئی خرچ کرتا ہے وہ آخرت میں اس کے لئے جمع ہو کر رہتا ہے، ضائع نہیں ہوتا۔

سائلوں کو نوازنے کے علاوہ آپکی عادت تھی کہ دوسروں کو خصوصاً دُور و دراز سے آپکی زیارت کے شرف کے لئے حاضر شدہ لوگوں کو خواہ آپکے متوسلین سے ہوں یا نہ مختلف قسم کے ھدایا بوقت رخصت عنایت فرماتے، کبھی تبرکات حرمین الشریفین ہوتے، کبھی اپنے باغ کے میوہ جات، مثل مالٹے، انجیر، گنا، کبھی اپنے کھیت کی سبزی کبھی کوئی کپڑا، کبھی یونہی نقد، بعض لینے والے جب لینے سے بوجہ شرمندگی کوئی عذر پیش کرتے تو آپ فرمایا کرتے "ہم دے کر خوش ہوتے ہیں کیا آپ لے کر خوش نہیں ہونا چاہتے؟"

مسندِ رشد و ہدایت سے نوازے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے لگاتار مثل سیل دریا جو ہمیشہ بہتا ہے اور بعض وقت خشک بھی قلیل عرصہ کے لئے ہوتا ہے۔ آپکو اتنی دولت سے نوازا کہ اگر آپ جمع فرماتے تو نہ معلوم کتنے کروڑ روپیہ ہوتے۔ بوقتِ وصال آپکا جیب خالی تھا۔ ایک پائی بھی نہ تھی، فداہٗ روحی۔

ماہِ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ میں قبل حج آنجناب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں حاضر دربار نبوی علیٰ صاحبہا الف الف الصلوٰۃ والسلام تھے، ایک دن بوقت صبح سعودی پولیس کے دو سپاہی آپکی فرودگاہ پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بعد سلام چپ بیٹھے رہے چند منٹ بعد دور سے ہی السلام علیکم کہتے ہوئے رخصت ہونے لگے۔ "تعالوا یا عساکر" فرما کر آپنے نزدیک

ان سے دُور بھاگو "

(۱۰) "ہم دے کر خوش ہوتے ہیں بعض آدمی لے کر خوش ہوتے ہیں "

اعلیٰ حضرت امیر الملت رضی اللہ عنہ بے مثال سخی تھے آپ کے سخاوت کی تفصیل مشہور عالم سخی حاتم طائی کی سخاوت کو بھی شرمندہ کرتی ہے۔ آپ امیروں اور اغنیاء میں فقیر تھے اور فقیروں میں امیر بے نظیر، آپکی حیات طیبہ میں شاید ہی کوئی دن ایسا گذرا ہو کہ کوئی سائل آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہو کسی سائل کو آپ نے بغیر اسکی حاجت روائی فرمائے رخصت نہیں فرمائی۔ سفر میں حضر میں ہر مقام میں ہر موقع پر کوئی گھر کی تعمیر کا سوال کوئی قرض کی ادائیگی کا سوال، کوئی دُور و دراز وطن کو سفر کے لئے زادِ راہ کا سوال، کوئی بیٹا بیٹی کی شادی کے خرچ کا سوال، کوئی فاقوں سے نجات کا سوال، کوئی کسی دینی کتاب کی طباعت و اشاعت کے خرچ کا سوال؛ الغرض ہر قسم کے سائل آپکے دربار میں حاضر ہو کر زرِ مقصود سے اپنے دامان بھر کر روانہ ہوتے بعض اوقات جب سائل آتا آپکے پاس کچھ نہ ہوتا۔ تو آپ تقسیم ہند سے قبل ایام میں علی پور شریف میں ایک کافر ہندو لالہ جی دوکاندار تھا۔ اس سے قرض مانگ کر سائل کو نوازتے تھے۔ بعد تقسیم ہند جب وہ لالہ جی ہندوستان بھاگ گیا سائل کے لئے قرض کی ضرورت پیش آئی تو حضرت سید مہدی شاہ صاحب علی پوری سے جو بعد تقسیم ہند دولتمند ہو گئے تھے۔ قرض لیا کرتے تھے۔ عموماً قرض دو چار دن میں ہی ادا ہو جاتا تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ فتوحات غیبی سے آپکو فوراً نوازتا۔ فرماتے کہ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے جو کوئی خرچ کرتا ہے وہ آخرت میں اس کے لئے جمع ہو کر رہتا ہے؛ ضائع نہیں ہوتا۔

سائلوں کو نوازنے کے علاوہ آپکی عادت تھی کہ دوسروں کو خصوصاً دُور و دراز سے آپکی زیارت کے شرف کے لئے حاضر شدہ لوگوں کو خواہ آپکے متوسلین سے ہوں یا نہ مختلف قسم کے ھدایا بوقت رخصت عنایت فرماتے، کبھی تبرکات حرمین الشریفین ہوتے، کبھی اپنے باغ کے میوہ جات، مثل مالٹے، انجیر، گنا، کبھی اپنے کھیت کی سبزی کبھی کوئی کپڑا، کبھی یونہی نقد، بعض لینے والے جب لینے سے بوجہ شرمندگی کوئی عذر پیش کرتے تو آپ فرمایا کرتے "ہم دے کر خوش ہوتے ہیں کیا آپ لے کر خوش نہیں ہوا کرتے؟"

مسند رشد و ہدایت سے نوازے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے لگاتار مثل سیل دریا جو ہمیشہ بہتا ہے اور بعض وقت خشک بھی قلیل عرصہ کے لئے ہوتا ہے۔ آپکو اتنی دولت سے نوازا کہ اگر آپ جمع فرماتے تو نہ معلوم کتنے کروڑ روپیہ ہوتے۔ بوقت وصال آپکا جیب خالی تھا۔ ایک پائی بھی نہ تھی؛ فداہ روحی۔

ماہِ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ میں قبل حج آنجناب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں حاضرِ دربار نبوی علیٰ صاحبہا الف الف الصلوٰۃ والسلام تھے، ایک دن بوقت صبح سعودی پولیس کے دو سپاہی آپکی فرودگاہ پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بعد سلام چپ بیٹھے رہے چند منٹ بعد دُور سے ہی السلام علیکم کہتے ہوئے رخصت ہونے لگے۔ "تعالوا یا عساکر" فرما کر آپنے نزدیک

بلایا اور بازو رکھے ہوئے کیسہ نقد سے ایک ایک مشت چاندی کے ریال عطا فرمائے ۔ وہ دعا دیتے ہوئے رخصت ہوئے ۔ نیاز مند راقم المضمون جو حاضرِ خدمت تھا۔ عرض کیا " یا حضور! آنجناب کو توان سے اختلافِ عقائد سے نہایت نفرت ہے ۔ پھر کبھی آپ نے ان کو نوازا ، آپ نے فرمایا :

" بخشی صاحب ہم دینے کے معاملہ میں نیک و بد ، دوست و دشمن میں امتیاز نہیں کرتے ، بقدر اس کے نصیب کے جو ہمارے پاس حاضر ہو ، ہم عطا کرتے ہیں ہم دے کر خوش ہوتے ہیں دوسرے لے کر خوش ہوتے ہیں ۔ فداہُ روحی ؎

یا ربّ تو کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم
لک شکر جماعت شیرنہ ما رجل کریم
واللہ کریم[۱] ابن کریم[۲] آل کریم[۳]

(۱ اعلیٰ حضرت کی صفت ۲ اعلیٰ حضرت کے والد سید کریم شاہ رضی اللہ عنہما ۳ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۔

نعت

راجہ رشید محمود صاحب
" میانوی "

کام آ نہ جائے حسرتِ ناکام دوستو
منزل ہے دور ، اور ہوئی شام دوستو
جلتے ہیں داغ اشک سرِ شام دوستو
طیبہ سے دور ہے دلِ ناکام دوستو
جب بھی پڑھی ہے نعت سرِ عام دوستو
بگڑے ہوئے بنے ہیں سبھی کام دوستو
نامِ حبیب[۳] میں نے لیا تھا کہ کھل گیا
یا دل کا ایک گلشنِ الہام دوستو
بے نقشِ پائے یار ، جو دل پر جما ہوا
آئے گا داغِ قلب یہی کام دوستو
" نورِ خدا " کو کہئیے جو نورِ خدا کبھی
کرتے ہیں لوگ مورد الزام دوستو
ظلمت شکن ہے آمدِ خورشیدِ نور پاش
روشن ہیں آج میرے در و بام دوستو

نظم

جناب ظہیر الدین صاحب
" اظہر "

مصحفِ ناز کو پردوں میں چھپا رکھا ہے
انکے جلوؤں کو مگر عام بنا رکھا ہے
وہی مقبول ہے سر جس نے جھکا رکھا ہے
بزمِ جاناں میں یہی طرزِ وفا رکھا ہے
کیسا اندازِ مسیحائی ہے اللہ اللہ
اپنے کوچہ میں شہادت کو روا رکھا ہے
منزلِ عشق کبھی ہوتی ہے خرد سے باہر
ان پہ مر مٹنے کا انعام بقا رکھا ہے
دور ہوتے ہیں نہ ملتے ہیں نہ کرتے ہیں جدا
اک تہلکا سا مرے دل میں مچا رکھا ہے
انکی رحمت سے ہے تکمیل منازل ورنہ
لاکھ ہو کوششِ پرواز تو کیا رکھا ہے
انکے جلوے ہیں بہر آن بہر سو اظہر
انکو اندھیرے نے گمنام بنا رکھا ہے

میعاد چندہ ختم ہونے کی اطلاع

از دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور، کوٹ عثمان خاں

مورخہ   مکرمی ! سلمکم اللہ تعالےٰ

ہدیہ سلام مسنون ؛ انوار الصوفیہ نوازی کا شکریہ اطلاعاً عرض ہے کہ جناب کی میعاد خریداری انوار الصوفیہ اگلے شمارہ .... کے پہنچنے پر ختم ہو رہی ہے، آپ جانتے ہیں کہ پاک و ہند میں "انوار الصوفیہ" اہل سنت و جماعت اور صوفیائے کرام کا محبوب ماہنامہ ہے۔ جس کا واحد مقصد صوفیائے کرام کے انوار باطنی سے قارئین کے قلوب کو مستنیر کرنا اور مذہبی مضامین کی نشر و اشاعت ہے۔

آپ ایسے مخلص اور دین و مذہب کے بہی خواہ سے ہرگز توقع نہیں کی جا سکتی کہ آپ اس دورِ پرفتن و الحاد پرور میں، رسالہ کا دامن چھوڑ دیں گے۔ بلا یقین کامل ہے کہ آپ بدستور سابق خریداری جاری رکھتے ہوئے۔ انوار الصوفیہ کے انوار و تجلیات سے قلب کو روشن کرتے رہیں گے۔ لہٰذا براہِ کرم انوار الصوفیہ کا سالانہ چندہ مبلغ ؍ پانچ روپیہ صرف جلد از جلد بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر تشکر و امتنان کا موقع دیں۔ بصورت دیگر آپ کی خاموشی آپ کی رضامندی سمجھکر شمارہ نمبر .... بذریعہ وی پی حاضر خدمت ہوگا۔ جس کا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ اگر خدانخواستہ کسی معقول وجہ سے آپ کو رسالہ کی خریداری منظور نہ ہو تو آپ ایک پوسٹ کارڈ کے ذریعہ ادارہ کو مطلع فرما دیں۔ تاکہ وی۔پی کرنے میں ایک دینی ادارہ کا نقصان نہ ہو۔ نیز بوقت جواب یا منی آرڈر کرتے ہوئے اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کریں۔

آپ کا خریداری نمبر   ہے

المطلع ؛ غلام رسول گوہر مدیر "انوار الصوفیہ" قصور

زکوٰۃ سے
ادارہ "انوار الصوفیہ" کی امداد کیجئے

دفتر انوار الصوفیہ میں مدارس اسلامیہ اور دینیہ کے طلبہ کے قریباً ایک سو خطوط آئے ہوئے ہیں۔ کہ ان کے نام زکوٰۃ سے ایک سال کے لئے ماہنامہ انوار الصوفیہ جاری کیا جائے۔ مخیر حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ رجب کے مہینہ میں جب مال کی زکوٰۃ دیں تو اپنے ادارہ انوار الصوفیہ کو جو مسلک اہل سنت و جماعت کے مطابق پاک و ہند کے مسلمانوں کی رہنمائی کرنے کے علاوہ اہل تصوف کے وجد و حال اور ان کے طریق سے بھی آگاہ کرتا ہے۔ فراموش نہ کریں۔ بلکہ دل کھول کر امداد کریں۔ تاکہ اس سے غریب اور مستحق طلباء کے نام جن کے خطوط آئے ہوئے ہیں ایک سال کے لئے رسالہ جاری کیا جائے۔ اس طرح آپ فریضۂ زکوٰۃ سے سبکدوش ہونے کے ساتھ تبلیغ مذہب کے ثواب کے بھی مستحق ہوں گے۔ جن احباب کی زکوٰۃ سے رقوم وصول ہوں گی ان کے نام کی فہرست رسالہ "انوار الصوفیہ" میں بصد شکریہ شائع کی جائیگی۔ اور جن کے نام رسالہ جاری کیا جائیگا ان کی فہرست بھی

کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جناب سید نجم نعمانی سبزواری
دائم گلی نمبر ۶ لاہور

عجب ہے دلکشا کوئے محمدؐ ٭ کہ کھنچا جاتا ہے دل سوئے محمدؐ
یہی در قبلہ گاہِ عاشقاں ہے ٭ کہ روئے کعبہ بھی ہے سوئے محمدؐ
بہارِ دو جہاں قائم ہے جس سے ٭ کہ وہ ہے خوشبوئے گیسوئے محمدؐ
ہوئی مرغوب رب العالمیں کو ٭ کہ شبِ معراج خوشبوئے محمدؐ
جو محرابِ حرم سے ہے حسیں تر ٭ کہ وہ ہے محرابِ ابروئے محمدؐ
شامِ روح کو سنبل مبارک ٭ کہ میں ہوں شیدائے گیسوئے محمدؐ
بھلا دیتی زلیخا حسنِ یوسف ٭ کہ اگر وہ دیکھتی روئے محمدؐ
بڑے خوش بخت ہیں وہ سونے والے ٭ کہ ملا ہے جن کو پہلوئے محمدؐ

یقیناً نجم نعمانی ہے تم سے
بہت بہتر سگِ کوئے محمدؐ

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

حضرت مولانا مہر محمد خاں صاحب ہمدم خطیب جامع مسجد حنفیہ چھانگا مانگا۔ ضلع لاہور

مصطفےٰ نورِ وحدت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ رسالت پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
صدرِ بزمِ نبوت پہ لاکھوں سلام
آفتابِ نبوت پہ لاکھوں درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام
نور سے جس کے پیدا ہوا سب جہاں
اس کی چشمِ عنایت پہ لاکھوں سلام
عرش پہ جس کا اسمِ گرامی لکھا
اس کی بے مثل عظمت پہ لاکھوں سلام

جس کا نبیوں سے کلمہ پڑھایا گیا
اس کی بے مثل عزت پہ لاکھوں سلام
سب سے اول وہی، سب سے آخر وہی
مظہرِ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
سب سے ظاہر وہی، سب سے باطن وہی
مظہرِ نورِ وحدت پہ لاکھوں سلام
جس کو مختارِ کونین حق نے کہا
اس کی غالب حکومت پہ لاکھوں سلام
جس کی طلعت ہے آئینۂ حق نما
اس کی بے مثل صورت پہ لاکھوں سلام

(باقی [illegible] ملاحظہ فرمائیں)

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین، اعلیٰحضرت عظیم البرکت امیرِ ملت

بمقام کوہاٹ

قبلۂ عالم علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا بارھواں عرس شریف

مورخہ ۹۔ اکتوبر بروز منگل بعد از نماز ظہر بر مکان حاجی پیر سعید شاہ صاحب بنوری خلیفہ مجاز قبلۂ عالم رح علی پوری عرس شریف کی کاروائی شروع ہوئی۔ قرآن مجید کے پارے تقسیم کئے گئے اور حاضرین نے دو ختم قرآن پاک کئے۔ اس کے بعد نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ نماز عصر کے بعد مولوی الطاف احمد صاحب نے مائیکروفون سنبھال لی اور کاروائی شروع کی۔ سب سے پہلے حافظ محمد حیات صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی اس کے بعد صوفی عبدالرشید صاحب گجراتی نے نعت خوانی شروع کی اور ایک سماں بندھ گیا اتنے میں حضرت قبلہ و کعبہ حضرت سید حافظ الحاج پیر منور حسین شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی جو چونکہ تشریف سے گاڑی پر روانہ ہو چکے تھے اور آپ کا انتظار تھا، تشریف لے آئے۔ حافظ فدا محمد صاحب اور نصیر احمد صاحب نے نعت خوانی کی اور قرآن مجید کے ۶۱ ختم شریف ۱۵۵ پارے ۱۲۱۰۰ درود شریف۔ ایک ختم دلائل الخیرات، استغفار ۱۰۰ مرتبہ، کلمہ طیبہ ۱ مرتبہ سورہ فاتحہ ۱۰ مرتبہ، سورۃ اخلاص ۱۰۰ مرتبہ، سورہ یٰسین ۳ مرتبہ کا ثواب حضرت قبلہ پیر صاحب مدظلہ العالی کی ملک کیا گیا۔ اور ایصال ثواب کیا گیا۔ اس کے بعد حاضرین کی ضیافت پلاؤ زردے سے کی گئی۔ جو کافی دیر تک باقی رہی۔ سادات کرام بنوری حضرات نے اور دیگر خدام نے حاضرین کی خدمت کی اور ضروریات بہم پہنچائیں۔

رات کو بعد از نماز عشاء مسجد حضرت حاجی بہادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں جلسہ وعظ منعقد ہوا۔ سٹیج کی تیاری کا انتظام اور جلسہ کی کاروائی کے سلسلہ میں تمام کاروائی حافظ سید میر عالم شاہ صاحب بنوری خطیب ضلع کوہاٹ اور مولانا الطاف احمد صاحب گل نے نہایت دلچسپی اور تن دہی سے کی سٹیج نہایت موزوں جگہ تیار کیا گیا۔ اور بجلی کے رنگا رنگ قمقموں سے جگمگا رہا تھا۔ چاروں طرف گملے رکھے ہوئے تھے اور قالین کا فرش تیار کیا گیا تھا۔ جلسہ کی کاروائی کے لئے حافظ سید پیر میر عالم شاہ صاحب بنوری خطیب ضلع کوہاٹ کو صدر چنا گیا اور جلسہ کی کاروائی مولانا الطاف احمد گل صاحب نے کی جلسہ کا آغاز حافظ محمد ابراہیم صاحب سگنل ٹریننگ سنٹر نے تلاوت قرآن مجید سے کیا مولانا الطاف احمد صاحب گل نے جلسہ کی کاروائی کے آغاز کا اعلان کیا اور ایک قصیدہ اعلیٰحضرت قبلہ و کعبہ امیر الملت رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ اقدس میں پڑھا۔ جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے حافظ فدا محمد صاحب اور نصیر احمد صاحب نے نعت شریف پڑھی اس کے بعد صوفی عبدالرشید صاحب گجراتی نے نعت خوانی اس انداز سے کی کہ حاضرین پھڑک اٹھے۔ جب وہ مصرع "اساں یا محمد ﷺ کہنا ایں" کا تکرار کراتے تو عجیب لطف آتا۔ تقریباً ایک گھنٹہ انہوں نے

نعت خوانی کی، حاضرین محو تھے اور چاہتے تھے کہ سلسلہ جاری رہے لیکن ایک تو صوفی صاحب تھکے ہوئے تھے دوسرے حضرت مولانا سید حامد علی شاہ صاحب خطیب سرگودھا نے وعظ فرمانا تھا۔ اس لئے انہوں نے نعت خوانی ختم کی اور حضرت مولانا نے وعظ شروع کیا۔ آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد آیہ کریمہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا پڑھی اور وعظ شروع کیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء حضرت علی رضی اللہ عنہ سید الاولیاء اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدۃ النساء حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدۃ النساء کے سر کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے اس سے جنت کی بو آتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز میں تھے سائل نے سوال کیا۔ آپ نے انگوٹھی والی انگلی باہر کر دی تاکہ وہ انگوٹھی اتار لے۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے پاس پانی ختم ہو گیا صفا اور مروہ پر سات مرتبہ دوڑیں حکم ہو گیا کہ جب تک اس ولیہ کی نقل نہ کرو گے حج قبول نہیں ہو گا۔ صفا اور مروہ کو شعائر اللہ بنا دیا محض ولیہ کی وجہ سے نبی کی شان تو بہت بلند ہے۔

ادھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے پاؤں کی ایڑی رگڑی تو پانی نکل آیا۔ جہاں پاؤں بھی نہیں لگ سکے۔ پیغمبر کی ایڑی رگڑنے سے پانی نکل آیا۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے بند نہیں باندھے صرف اتنا کہا زم زم پانی بہنا بند ہو گیا۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آیا تو ملک الموت ایک اعرابی کی شکل میں آیا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور اجازت مانگی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناساز ہیں۔ واپس چلا جا۔ اس نے پھر دروازہ کھٹکھٹایا، انہوں نے پھر منع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے فرمایا کیا ہے۔ عرض کی کوئی اعرابی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا نہیں، اندر ہی سے فرمایا۔ (یہ علم غیب ہے) جانتی نہیں ہو۔ کون ہے یہ ملک الموت ہے۔ اندر نہیں آ سکتا۔ کیونکہ در مصطفیٰ ہے اور پردہ فاطمۃ الزہرا کا ہے اور واپس نہیں جا سکتا کیونکہ حکم خدا ہے۔ دیکھو نبی آنکھیں بند کئے لیٹے ہوئے بھی دیکھ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص سو جائے خواہ وہ عابد ہو، زاہد ہو، عالم ہو، غوث ہو، وضو ٹوٹ جائیگا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں سوتا ہوں تو بھی باخبر ہوتا ہوں۔ ایکم مثلی میرا وضو نہیں ٹوٹتا جو نیند میں بھی باخبر ہو جاگتے میں کیسے بے خبر ہو سکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان کے پاس سے گزرے فرمایا۔ مردوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ نگاہ پیمبر نے دیکھ لیا۔ فرمایا دنیا میں برزخ کو دیکھ سکتا ہوں اور برزخ سے دنیا کو دیکھ سکتا ہوں۔

قیام میں حکم ہے نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہو۔ رکوع میں پاؤں پر، قعدہ میں دل کی طرف، ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں آسمان کی طرف تین بار ملاحظہ

صحابہ کرام نے بعد از نماز پوچھا، معلوم ہوا کہ صحابہ کرام قیام میں بجائے سجدہ گاہ کے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے تھے۔ صحابہ کرام نے پوچھا، فرمایا ساتویں آسمان پر جنت کے خوشے دیکھے خیال کیا کہ تمہارے لئے توڑ لوں۔ نبی کا ہاتھ عرش تک پہنچ سکتا ہے اب بھی پہنچ سکتا ہے نیز اپنی چیز توڑی جاتی ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک و مختار ہیں۔ فرمایا اس لئے نہیں توڑے کہ یومنون بالغیب میں فرق نہ آئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا سجدہ گاہ کو دیکھوں یا سجدہ کرانے والے کو دیکھوں۔

شہید کی میت غسل نہیں توڑتی کیونکہ شہید پر موت وارد نہیں ہوتی۔ شہید زندہ ہوتا ہے۔ اللہ کے بندے زندہ رہتے ہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے "فانی اللہ اور باقی باللہ کا مطلب پوچھا" فرمایا پھر بتاؤں گا۔ کچھ عرصہ کے بعد پوچھا، فرمایا" مرنے کے بعد میرے جنازہ پر جھگڑا ہوگا۔ کہ کون پڑھائے، ایک نقاب پوش آئے گا وہ نماز پڑھائے گا۔ اور تمہارے سوال کا جواب دیگا۔ (یہ ہے اولیائے کرام کا علم غیب) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سائل نے نقاب پوش کو جنازہ کے بعد پکڑ لیا اور سوال کا جواب پوچھا۔ نقاب پوش نے نقاب الٹ دی، دیکھا تو حضور خود موجود تھے۔ فرمایا وہ جنازہ جو پڑا ہے وہ فانی فی اللہ ہے اور میں باقی باللہ ہوں۔ حضرت خواجہ فریدالدین شکر گنج رحمۃ اللہ کو چند تاجر ملتے ہیں۔ جو شکر کی بوریاں لے جا رہے ہیں پوچھنے پر بتاتے ہیں کہ نمک فرمایا اگر نمک ہے تو نمک ہی سہی، منڈی پر جا کر کھولتے ہیں۔ تو نمک نکلتا ہے واپس آکر معافی مانگتے ہیں۔ فرمایا کیا تھا بوریوں میں؟ کہا شکر، فرمایا تو شکر ہی ہوگی۔ واپس گئے تو تمام شکر تھی۔ گفتہ او گفتہ اللہ بود، گرچہ از حلقوم عبداللہ بود۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ السلام علیکم عرض کی پریشان تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی، عرض کی ماں کافرہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرتی ہے کچھ کہہ بھی نہیں سکتا۔ اور سن بھی نہیں سکتا فرمایا

اللھم اھد ام ابی ھریرۃ ۝

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
جو بات ہو کے رہنی تھی بات ہو کے رہی

گھر گئے دروازہ بند تھا، والدہ نہا رہی تھی۔ دروازہ کھٹکھٹایا، جواب ملا ٹھہرو۔ غسل سے فارغ ہو کر دروازہ کھولا اور کہا، گواہ رہو، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا سے برزخ کو دیکھا اور برزخ سے دنیا کو دیکھتے ہیں۔ شاہ عبدالرحیم صاحب بیمار ہو کر لاعلاج قرار دیئے جاتے ہیں۔ حرکت سے معذور ہیں۔ رات کو دل سے، زبان سے یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ کہنا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا۔ اور تشریف لے آئے۔ رویا میں شاہ صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے دستِ مبارک پھیرا۔ وہ دستِ مبارک جو قرآن مجید میں ید اللہ سے موسوم ہے۔ جو حضرت جابر کے مردہ بچوں پر پڑتا ہے تو وہ زندہ ہو جاتے ہیں۔ چاند کی طرف اٹھتا ہے تو اسے شق کر دیتا ہے۔ سورج کی طرف بڑھتا ہے تو اسے واپس لے آتا ہے۔ شاہ صاحب کو فی الفور صحت ہو گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ریش مبارک کے دو بال عطا فرمائے تاکہ ثبوت ہو کوئی انکار نہ کر سکے۔ صبح شاہ ولی اللہ صاحب نے دیکھا تو پوچھا فرمایا میرے آقا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے، مجھے اچھا کر گئے۔ دو بال مبارک عنایت فرمائے تھے، ایک تم لے لو، ایک میرے کفن میں رکھ دینا۔ تاکہ ذریعہ نجات ہو جائے۔ (استمداد۔ تبرکات کا ثبوت مل گیا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سننا دیکھنا، مدد کرنا ثابت ہو گئے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتمثل بی

جس نے مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھے دیکھا۔ کیونکہ شیطان میرے مثل نہیں بن سکتا۔ اس لئے کوشش ہی نہیں کرتا تعجب کا مقام ہے کہ شیطان تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل بننے کی کوشش نہیں کرتا اور آج کا مسلمان مثل ہونے کا مدعی ہے ؎

؎ تو نے پھولوں کو چھوڑا کانٹے بنے !
اس نے کانٹوں پہ قدم رکھا گلستاں بنا !

؎ جو بے خبر ہو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے !
شیخ کامل اپنے مریدوں سے غافل نہیں ہوتا

؎ اللہ اللہ کا مزہ مرشد کے میخانے میں ہے ،
دونوں عالم کی حقیقت ایک پیمانے میں ہے ،

حضرت شہنشاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مریدہ ڈاکوؤں کے قبضہ میں آ گئی۔ سردار اسے لے کر مکان کی اوپر والی چھت پہ چلا گیا۔ اور دست درازی کرنی چاہی مریدہ نے کہا کہ مجھے ہاتھ نہ لگانا۔ میں اپنا ہاتھ مرشد کے ہاتھ میں دے چکی ہوں ڈاکو نے کہا میں مرشد وغیرہ کو نہیں جانتا۔ میری بات نہ مانو گی تو قتل کر دوں گا کہنے لگی، تیری مانوں تو جان بچتی ہے۔ شیخ کی مانوں تو ایمان بچتا ہے۔ یہ دھلی کا واقعہ ہے عورت نے تیسری چھت سے چھلانگ لگا دی اور امداد طلب کی کہ عزت اور ایمان بچانا میرا کام ہے جان بچانا تمہارا کام ہے، یا شیخ المدد، ابھی گرنے نہ پائی تھی کہ حضور شہنشاہ موجود تھے۔ ہاتھوں میں لے لیا۔ عورت نے کہا :

قربانت شوم از کجا آمدی ؟ فرمایا ،

تو از منارہ آمدہ ای ، من از بخارا آمدہ ام ،

سبحان اللہ پکار سن لی اور ایک سیکنڈ میں آ پہنچے کس نے پیغام پہنچایا اور کس طرح آناً فاناً پہنچ گئے یہ طاقت اولیاء کرام کی ہے۔ جو خدا تعالٰی نے عطا کر رکھی ہے۔

؎ نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو 975 سال ہو چکے ہیں ؎

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
اور حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

دریائے راوی کے کنارے ذکر اللہ میں مصروف تھے ایک ہندو نے رستہ پوچھا، کروڑ کا رستہ کونسا ہے؟ فرمایا کروڑ کا بتاؤں یا تھوڑ کا، اس نے کہا تھوڑ کا بتا دیں۔

نگاہ اٹھائی وجد طاری ہو گیا، رائے پتھورا کو خبر ملی۔ پوچھا کیا کیا اسلحہ ہے، لوگوں نے کہا وہاں تو ذکر ہی ذکر ہے اور کچھ نہیں، دیواریں بھی ذکر کر رہی ہیں۔ ہر شئے بھی ذکر میں ہیں مشورہ کے بعد طے ہوا کہ ایک حسینہ بھیجو وہ اس کی طرف رغبت کریں گے تو سب ختم ہو جائیگا۔ وزیر کی لڑکی خوب آراستہ کر کے بھیجی گئی۔ حضور مراقب تھے۔ اس نے کہا میری طرف دیکھیں۔ نگاہ اٹھائی تو ذکر جاری ہو گیا۔

ایک غزوہ میں صحابہ کرام میخ گاڑنے لگے تو نیچے سے سورہ ملک پڑھنے کی آواز آئی۔ عرض کی تو فرمایا مومن قبروں میں بھی یونہی پڑھتے ہیں۔ جیسے زندگی میں پڑھتے تھے

معراج شریف کی رات حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے کافوری پر پاؤں مبارک پر ملے، ٹھنڈک محسوس ہوئی حضور بیدار ہوئے تو معراج کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ربّ ارنی انظر الیک، حکم ہوا لن ترانی یعنی تم دیکھ نہیں سکتے لکن انظر الی الجبل یہ حکم اس لئے دیا تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نبیوں کو نہیں مانتا ؎

جاگنے والے کو محروم تمنا رکھا

سونے والے کو کہا ساری خدائی تیری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لیا تاکہ تم دیکھ کر کہو : لا الٰہ الا اللہ، تم سے کوئی غیب نہیں ہے۔ مکہ شریف سے روانہ ہو کر بیت المقدس پہنچے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر موجود تھے۔ سب نے اقتدار کی، نمازیں مردے پڑھتے ہیں یا زندہ، ثابت ہوا کہ تمام انبیاء زندہ ہیں۔ پنجاب کا نبی وہاں نہ تھا۔ مہر نہیں تھی جعلی نبی تھا۔ جب حاضر ہوئے حکم ہوا۔ دوست کیا لائے، عرض کیا یہاں جو چیز نہیں وہ لایا ہوں (دیہاتی شہر جاتا ہے تو باجرہ وغیرہ دیہاتی چیزیں لے جاتا ہے اور شہر والا کھانڈ وغیرہ جو چیزیں شہر میں ہوتی ہیں لے جاتا ہے) یعنی جو چیزیں تیرے خزانہ قدرت میں نہیں وہ لایا ہوں۔ تو قدیر ہے سمیع بصیر ہے لیکن عاجزی تیرے دربار میں نہیں، وہی لایا ہوں۔

التحیات للّٰہ والصلوٰۃ والطیبات تحفہ کا بدلہ جواب ملا، السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ، اور جو کچھ ملا وہ خدا جانے، یا مصطفےٰ جانے۔ ہمیں تو اسی قدر بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے دستِ قدرت پیٹھ پر رکھا جس سے میں نے سینہ میں ٹھنڈک محسوس کی اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اس کا علم مجھے حاصل ہو گیا۔ تحفہ ملا کہ پچاس نمازیں اور چھ ماہ کے روزے فرض کیے گئے۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے، انہیں ہمارے اعمال کا پتہ تھا۔ کہا، تمہاری امت اتنا نہیں کر سکے گی۔ خدا تمہاری مانتا ہے (یہ ہے کلیم اللہ کا ایمان) واپس جائیں اور کمی کرائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے کہ نگاہ اٹھائی تو کعبہ کا رخ بدل گیا۔ واپس ہوئے حکم ہوا، کیوں آئے؟ عرض کی فرائض میں کمی، انیس (19) دفعہ ایسا ہوا۔ حضرت کلیم اللہ کے وسیلہ سے معافی ہوئی۔ پانچ نمازیں اور ایک ماہ کے روزے رہ گئے۔ جو لوگ وسیلہ نہیں مانتے وہ پچاس نمازیں پڑھا کریں۔ اور چھ ماہ کے روزے رکھا کریں۔

واپسی پر صبح ابوجہل ملا، پوچھا بھتیجے کیا خبر ہے۔ فرمایا میں رات بیت المقدس گیا وہاں سے آسمان پر فادر ق

کا مکان جنت میں دیکھا۔ بلال کے جوتے کی آواز سنی اور
واپسی پر بستر گرم تھا اور دروازہ کی کنڈی ہل رہی تھی۔،
ابوجہل نے پارٹی کو جمع کیا۔ اور پروپیگنڈا کے لئے منتشر کیا
خود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ انہوں نے
صبح صبح اسے دیکھا تو کہا' الٰہی خیر ہو (جب منکر کو دیکھو تو
کہا کرو الٰہی خیر ہو) ابوجہل نے کہا تیرا نبی یوں کہتا ہے،
فرمایا اگر وہ کہیں کہ عرش میرے گھر آیا تو بھی مان لوں گا
پروپیگنڈا ناکام ہوا۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم نے بیت
المقدس دیکھا ہوا ہے اور تم نے نہیں دیکھا ہوا، نشانیاں
بتاؤ۔ فرشتوں نے بیت المقدس لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے قدموں میں رکھ دیا۔ کفار سوال کرتے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم دیکھ کر بتاتے جاتے، کہنے لگے تسلی نہیں ہوئی پھر
پوچھا قافلوں کا پتہ دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پتہ
بتایا اور فرمایا۔ کہ طلوع آفتاب کے وقت قافلہ پہنچ جائے
گا۔ اب انتظار شروع ہوا۔ قافلہ کو کسی وجہ سے رکاوٹ
پیش آئی حکم الٰہی ہوا۔ زمین کی طنابیں کھینچ لو، مسافت کم
کر دو۔ سورج کو نکلنے سے روک لو، جب تک قافلہ نہ آئے
نہ نکلے، تمام کائنات میں تعطل آجائے لیکن یار جھوٹا نہ ہو
سائنسدان بھی کہتے ہیں کہ سورج ایک بار رکا تھا۔ یہ وہی
وقت تھا۔ جب آپ نے روکا تھا۔ ابوجہل حیران تھا،
بات ختم نہیں ہوتی۔ صدیق سجدہ میں ہے مولا! آقا کی
لاج رکھنا۔ ولی کا جاگنا اور چور کا جاگنا۔ اور کھانا بھی
جدا۔ وہ خدا کا نور بنتا ہے؛ اور اس سے پلیدی زیادہ
ہوتی ہے۔ آخر ادھر قافلہ آپہنچا، ادھر سورج طلوع
ہوا، لیکن کفار پھر بھی نہ مانے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا ارسلنک شاھدا نبوت
پہلے ملی رسالت بعد میں ہوئی۔ نبی پہلے تھے آئے بعد میں۔
مشاہدہ وہ ہوتا ہے جو حاضر بھی ہو اور ناظر بھی ہو
فرمایا وجئنا بک علی ھؤلاء شھیدا
قیامت کو کفار کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں
آیا۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔ لیکن وہ شہادت طلب کریگا
امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیگی۔ اور کہیں گے
ہمیں شاہد و بشیر و نذیر نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شہادت
لی جائیگی؛ وہ تصدیق فرماویں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے حاضر و ناظر ہونے پر کفار بھی اعتراض نہیں کریں گے
قاعدہ یہ ہے کہ گواہ کا مخالف وہی ہوتا ہے جس کے خلاف
گواہی ہوتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
حاضر و ناظر بھی ہیں اور عالم بھی اور مخالف وہ ہیں جو
نہیں مانتے لہٰذا شہادت ان کے خلاف ہو گی۔

حدیث شریف میں ہے:

من زار قبری وجبت لہ شفاعتی اور۔
من زار قبری کمن زارنی فی حیاتی یعنی جس
نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت
واجب ہو گئی۔ اور جس نے میری قبر کی زیارت کی وہ اس
شخص کی طرح ہے جس نے دنیوی زندگی میں میری زیارت کی
نیز فرمایا: من زار قبر ابویہ فی کل جمعۃ غفر لہ
جو شخص جمعہ کے دن والدین کی قبر کی زیارت کرے بخشا جائیگا
ماں باپ کی قبر کی زیارت سے ۸ دن کے گناہ بخشے
جاتے ہیں، اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے تمام عمر کے

بیت اللہ شریف میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب کیوں ملتا ہے۔ کہ وہاں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلے لگے ہیں

؎ کہاں مجھے یہ نصیب اللہ اکبر حجر اسود کے
یہاں کے پتھروں نے قدم چومے ہیں محمد کے

قرآن مجید کے غلاف کو جو معمولی کپڑے کا ہوتا ہے بوسہ دیا جاتا ہے، قیمتی لباس کو نہیں چومتے کیونکہ معمولی کپڑے کا تعلق قرآن مجید سے ہوتا ہے۔ قرآن والے سے تعلق ہو جائے تو کیا کہنے اللہ تعالےٰ نے سورہ والعادیات میں گھوڑوں کی قسم کھائی کیونکہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاہدوں کے گھوڑے ہیں۔ مرید کی نسبت شیخ سے ہوتی ہے۔ اور یہ نسبت کا سلسلہ اللہ تعالےٰ تک پہنچتا ہے جس کتے کے گلے میں پٹہ نہ ہو وہ ہلاک کیا جاتا ہے۔

حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا، دیر سے حاضر ہوئے۔ فرمایا دیر کیوں کی، کیا تم نے نہیں پڑھا استجیبو اللہ والرسول اذا دعاکم، نماز چھوڑ کر حاضر ہونا چاہیے کیونکہ ؎ اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ایک سجدہ کی برابری نہیں ہو سکتی۔ نماز سے نمازی، حج سے حاجی بن سکتا ہے۔ لیکن صحابی نہیں بن سکتا۔ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ساری عبادت حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ایک سجدہ کی برابری بھی نہیں کر سکتی جس کے غلام کی مثل کوئی نہیں ہو سکتا اس آقا کی مثل کیسے ہو سکتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دستخط کے بغیر کوئی ولی نہیں بن سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

رأیت ربی فی احسن صورتی

میں نے رب کو اچھی صورت میں دیکھا۔ یا میں اچھی صورت میں تھا، جب رب تعالیٰ کو دیکھا۔

صحابی یا رسول اللہ کہتے تھے۔ ابوجہل کی پارٹی نے یا رسول اللہ نہیں کہا۔ ابوجہل نے کہا، اد کھئیے،

اللہ تعالےٰ نے کہا:

یاایھا المزمل، یاایھا المدثر

کہتے ہیں ثواب نہیں پہنچتا۔ تمہارے مُردوں کو نہیں پہنچتا۔ ایک شخص کا بیٹا ملازم ہے۔ منی آرڈر بھیجتا ہے۔ دوسرا قید ہے وہ کیسے بھیجے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے لئے رؤف و رحیم ہیں۔

باپ اپنے بیٹے پر استاد اپنے شاگرد پر، نبی اپنی امت پر رحم کرتا ہے۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے۔

ایک بستی کے تباہ کرنے کا حکم ہوتا ہے ایک بچے کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے پر چالیس سال تک کے لئے ملتوی ہو جاتا ہے۔

ایک بزرگ قبرستان سے گزرے ایک مردے کو عذاب ہوتے دیکھا واپسی پر اسے خوش و خرم دیکھا معلوم ہوا کہ بیوی کو حاملہ چھوڑ کر مرا تھا۔ بیٹا پیدا ہوا۔ اور چار سال کا ہو کر مکتب میں جا کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی عذاب دور ہو گیا

(فقط والسلام قاضی ابوالنور محمد بشیر)

علم و عرفان

جنابِ ادب سیمابی

مطلعِ صبحِ عظمت ہے شہر آپ کا
مقطعِ شامِ رفعت ہے شہر آپ کا

مظہرِ حسنِ قدرت ہے شہر آپ کا
پرتوِ نورِ وحدت ہے شہر آپ کا

مہبطِ امن و راحت ہے شہر آپ کا
جلوہ گاہِ کرامت ہے شہر آپ کا

خوبِ شاہِ رسالت ہے شہر آپ کا
اک جہانِ مسرت ہے شہر آپ کا

بارگاہِ نبوت ہے شہر آپ کا
آستانِ ولایت ہے شہر آپ کا

علم و عرفاں کی نعمت ہے شہر آپ کا
دین و ایماں کی دولت ہے شہر آپ کا

جلوہ بارِ شریعت ہے شہر آپ کا
دافعِ کفر و بدعت ہے شہر آپ کا

مرکزِ جاہ و حشمت ہے شہر آپ کا
ہر دو عالم کی زینت ہے شہر آپ کا

رہگزارِ فضیلت ہے شہر آپ کا
آسمانِ سعادت ہے شہر آپ کا

گلستانِ شرافت ہے شہر آپ کا
بوستانِ نفاست ہے شہر آپ کا

کائناتِ عقیدت ہے شہر آپ کا
آرزوئے زیارت ہے شہر آپ کا

شک نہیں اس میں رحمت ہے شہر آپ کا
باعثِ خیر و برکت ہے شہر آپ کا

بے بسوں کی اعانت ہے شہر آپ کا
بے کسوں کی رفاقت ہے شہر آپ کا

میرے آقا زیارت ادب کو بھی ہو
قلبِ مضطر کی راحت ہے شہر آپ کا

مدینے کی فضا اچھی!

ایڈیٹر

مدینہ کی زمیں اچھی مدینہ کی فضا اچھی
ہے شہرِ مصطفےٰ کی ہر بہارِ جاں فزا اچھی

حرم کی خاک بوسی پر ہمیں وہ ناز ہے لیکن
سگانِ کوئے احمد کی ہے ہم سے خاکِ پا اچھی

محمد مصطفےٰ کے روضہ پر اے کاش حاضر ہوں
خدا منظور کر لے آئی ہے لب پر دعا اچھی

فنا فی الذات ہو کہ کر بقائے جاوداں حاصل
مریضِ عشق کچھ اس سے نہیں بڑھ کر دوا اچھی

مریضِ عشقِ محمد کو مداوا کی نہیں ضرورت
ترے حق میں نہیں ہمدرد تدبیرِ شفا اچھی

خدا معطی ہیں تو قاسم جہاں ڈالے گدا میرے
خوشا قسمت ملی ہمکو تری دولت سرا اچھی

ثنا تیری ثنا حق کی ثنا حق کی ثنا تیری!
ہے نزدِ حق خدائی میں تری مدح و ثنا اچھی

تری چوکھٹ پہ سر رکھنے کو حاضر ہو گیا ہوں میں
مری بگڑی بنا دے بات یہ مشکل کشا اچھی

مری جھولی فقیرانہ، عطائیں تیری شاہانہ
بہر صورت ہے تیری جنبشِ دستِ دُعا اچھی

یہاں میلہ لگا رہتا ہے بیمارانِ الفت کا
مریضِ غم کو ملتی ہے یہاں تیری عطا اچھی

غلامی میں جیئے جانا، غلامی میں ہی مر جانا
یہی ہے ابتدا اچھی یہی ہے انتہا اچھی

ترا سونا، ترا اُٹھنا، ہم اُمت میں دو پڑھنا
ہے نزدیکِ خدا پیارے تری ہر اک ادا اچھی

منور کر دیا جس نے دلوں کی ایک دُنیا کو
دکھا دے اے خدا مجھ کو وہ شکلِ حق نما اچھی

ہوائے دل یہ ہے گر ہو مدینہ اُڑ کے جا پہنچوں
نہیں لگتی ہے اب مجھ کو یہ فرقت کی ہوا اچھی

تذکرہ امیرِ ملّت محدّث علی پوری قدس سرہٗ العزیز

تذکرۂ امیرِ ملّت کی تالیف و تصنیف کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ یارانِ طریقت جن کو سفر و حضر میں حضرت امیرِ ملّت قدس سرہٗ العزیز کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے اور آپ کے احوال اور مقالات کو دیکھا سُنا ہے، کامل صحت کے ساتھ مبالغہ کی آمیزش کے بغیر لکھ کر دفتر انوار الصوفیہ میں بھیجتے رہیں تاکہ ہر ماہ ان کی اشاعت ہو اور مولانا الحاج جوہر الملّت علامہ سیّد پیر اختر حسین شاہ صاحب کی نظر و ملاحظہ سے گذرتے رہیں۔ اور آپ ان کی اصلاح فرماتے رہیں۔ جن احوال و مقالات کا آپ اثبات فرمائیں گے تذکرۂ امیر ملّت کے لئے وہ محفوظ ہوں گے۔ جن کو آپ قلمزن فرمائیں گے وہ ساقط الاعتبار ہوں گے۔ لہٰذا قارئین رسالہ اُن احوال و مقالات سے جو آپ کی نسبت سے درج رسالہ کئے جا رہے ہیں۔ اگر کوئی مقالہ یا حال میزانِ شریعت یا آپ کے حال کے شایانِ شان ثابت نہ ہو تو اس کو قطعی طور پر آپ کی طرف منسوب نہیں کیا جائیگا۔ تاوقتیکہ آپ کے نبیرۂ اعظم سیدی و مولائی جوہر الملّت پیر سیّد اختر حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی اس کا فیصلہ نہ فرمائیں۔

یہ چند سطور میں نے اس لئے تحریر کی ہیں کہ بعض باتیں تذکرہ نگار ایسی آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ دلائل شرعیہ اور فقہیہ ان کی تائید و مساعدت میں بالکل ساکت اور خاموش ہیں۔ بلکہ بعض امور ایسے بھی ہیں کہ وہ اصولِ شریعت کے خلاف ہیں اور حضرت امیرِ ملّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ان کی نسبت کرنی قطعاً جائز نہیں ہے۔ تذکرۂ امیرِ ملّت سے متعلق جملہ مضامین اپنی اپنی باری پر شائع ہوتے رہیں گے۔ اگر کسی کا مضمون اس اشاعت میں نہ ہو تو وہ کسی دوسری اشاعت کا انتظار کرے۔ ایسی باتوں پر جن کے متعلق آپ کی طرف منسوب ہونے میں شبہ ہوگا لمبی لکیر ہوگی

قسطِ دوم

حضرت مولانا قمر یزدانی صاحب
پنوانہ ۔ ضلع سیالکوٹ

مگر ہمارے ہاں اس دورِ آخری میں پہلی قسم کے نمازیوں کا قحط ہے ۔ اور دیگر ہر دو اقسام کی بہتات ہے۔ یہ تو شوق اور خوف کی بات ہے جب تک دل میں شوقِ عبادت اور خوفِ خدا نہ ہو ۔ ہماری کوئی عبادت بھی قبولیت کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتی ۔

ہم میں فی زمانہ ایسے بھی افراد ہیں ۔ جو نماز کے الفاظ سے بھی بے خبر ہیں ۔ اگر ہوں بھی تو تلفظ بھی اصلاح طلب اگر تلفظ کو درست کرانے کی کوشش بھی کریں تو وہ لاحاصل اور بعض کو یہ بھی معلوم نہیں کہ نماز ہے کیا چیز ؟ اور وہ کیسی ہوتی ہے ؟ ہماری مسلمانی میں اس کا کیا مقام ہے یہاں مجھے ایک بوڑھے سیٹھ کا ایک ظرافت آمیز اور عبرت انگیز واقعہ یاد آگیا ہے ۔ جو آپ کی تفریحِ طبع اور عبرت آموزی کی خاطر عرض کیے دیتا ہوں ۔

وہ یہ کہ ایک شہر میں ایک بے نماز بوڑھا تھا ۔ جو صاحبِ مال ہونے کے ساتھ صاحبِ اولاد بھی تھا ۔ اس کے دو تین لڑکے تھے اور وہ بھی ماشاء اللہ اپنے باپ کی طرح نماز سے بے خبر اور اسلام سے بیگانہ بس نام کے مسلمان ہی سمجھیے اتفاق کی بات کہ ایک روز اس شہر کی نماز کمیٹی کے چند افراد اس کی دکان پر آئے اور آ کر کہنے لگے سیٹھ صاحب ! نماز پڑھتے ہو ؟ بوڑھے سیٹھ نے جب یہ بات سنی تو جھلا کر کہنے لگا ۔ کیا تم نے مجھے بے نماز سمجھا ہے ۔ یا اب میں تمہیں بتا بتا کر نماز پڑھا کروں ۔ اور ان لوگوں نے چونکہ اس بوڑھے کو کبھی نماز پڑھتے دیکھا ہی نہیں تھا ۔ اس لئے کہنے لگے بابا ! نماز پڑھا کرو ، تمہارا یہ وقت یادِ الٰہی سے غافل رہنے کا نہیں ہے ۔ اور اپنے لڑکوں کو بھی نماز کی تلقین کیا کرو ، یہ کہہ کر وہ چلے گئے ۔ دو تین روز بعد پھر وہی اس دکان پر آئے ۔ جب سیٹھ نے انہیں دور ہی سے اپنی طرف آتے دیکھا ۔ تو دوکان اپنے بیٹوں کو سونپ دی ۔ اور خود دوسرے دروازے سے نکل گیا ۔ تھوڑی دیر اِدھر اُدھر پھر کر یہ سمجھ کر واپس آگیا ۔ کہ اب تو وہ جا ہی چکے ہوں گے ۔ مگر واپس آنے پر معلوم ہوا ۔ کہ وہ ابھی دکان کے دروازے پر کھڑے انتظار کر رہے ہیں جب انہوں نے سیٹھ صاحب کو آتے دیکھا تو پوچھنے لگے ، آئیے سیٹھ صاحب ! کہاں سے آ رہے ہوئے ؟ ابھی ظہر کا وقت ہو رہا تھا کہ سیٹھ نے فی البدیہہ جواب دیا کہ میں محلّہ کی مسجد میں عصر کی نماز پڑھ کر آ رہا ہوں ۔ افرادِ کمیٹی پر جونہی اس بوڑھے کا سفید جھوٹ ظاہر ہوا ۔ تو کہنے لگے ۔ بڈھے کھوسٹ ! تو اس وقت قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے تجھے اب جھوٹ بولتے شرم نہیں آتی ۔ ایک نماز نہیں پڑھتا دوسرے جھوٹ بولتا ہے ۔ بڈھا سیٹھ اس بات پر اور بھی سیخ پا

ہوا۔ مگر انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ کسی نے ہاتھوں سے
پکڑا کسی نے ٹانگوں کو، اور بھرے بازار میں مسجد کی طرف
گھسیٹنا شروع کر دیا۔ بڈھے نے اس گرفت سے چھوٹنے
کے لئے لاکھ ہاتھ پاؤں مارے مگر اس کی کوئی کوشش
بھی کامیاب نہ ہو سکی۔ آخر اپنے لڑکوں کو جو کھڑے
یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ کہنے لگا۔ کہ حرامزادو! تمہاری
غیرت اور حمیت کہاں گئی۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ کہ تمہارے
ہوتے ہوئے مجھے یہ لوگ مسجد میں لے جا رہے ہیں تو
لڑکوں نے جواب دیا۔ چاچا! کوئی بات نہیں۔ مسجد ہی
ہے نا۔ کچھ اور تو نہیں۔ یہ مولوی اگر کہتے ہیں تو ہو آ
تیرا اس میں کیا حرج ہے۔

دیکھا! کچھ ایسے بھی لوگ ہم میں موجود ہیں جو یہ
جانتے بھی نہیں کہ نماز بھی کوئی کام ہے۔ جیسے کہا جائے
کہ چلو بھئی! نماز پڑھو۔ تو وہ بجائے اس کے اس پر آمین
کہہ کر اس فریضہ کو ادا کرنے کا وعدہ کرے۔ الٹا سر کے
بال نوچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ نماز نہ
پڑھوں گا۔ کوئی تیری پڑھنی ہے۔ یا تجھے دکھا کر پڑھوں
اللہ ان لوگوں کو ہدایت دے۔

آیئے! میں اب تمہیں نماز کی معنوی حقیقت سے
آگاہ کروں۔ نماز کیا ہے؟ بس یہی کہ خدا تعالٰی کی عطا
فرمودہ نعمتوں کا بانداز احسن اور حسین پیرائے میں خلوص
و محبت کے ساتھ شکریہ ادا کرنا۔ اور بس جب تک
اس فریضۂ اولین میں خلوص و صدق اور حضور قلب نہ ہو
نماز حقیقی نماز نہیں کہلا سکتی۔ بمصداق حدیث پاک ؎
لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ۔ کہ انسان تمام
کاروبار حیات کو چھوڑ کر اپنے مال و اولاد سے منہ موڑ کر
دل کو حرص دنیا کی آلودگی سے صاف کر کے نہایت عجز و
انکساری اور حضور قلب سے اپنے مالک حقیقی کے رو برو
کھڑا ہو کر اس کی عطا کردہ نعمتوں کے عوض اس طرح
اظہار تشکر کرے۔ کہ اسے ماسوا کی خبر نہ رہے، اور خشوع
و خضوع کے باعث بیخودی کا یہ عالم ہو۔ کہ اس کے جسم
میں تیر بھی لگ جائے تو اسے محسوس نہ ہو۔

آیئے! اس بارے میں میں ایک واقعہ عرض کر دوں
جس سے تم پر واضح ہو جائیگا۔ کہ ہمارے صالحین سلف
کس درجہ عبادت گذار تھے۔ اور ان کے دلوں میں کس
قدر خوف حق جاگزین تھا۔ اور وہ اپنے خالق مطلق کے
حضور کس شان عبدیت کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پائے
اقدس میں ہڈی چبھ گئی۔ اور تکلیف اس قدر بڑھ گئی
کہ چلنا پھرنا دشوار تھا۔ پاؤں زمین پر نہ آتا تھا۔ مگر
اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا
کے مطابق نماز کو وقت پر ادا فرماتے تھے۔ آپ کی اس
تکلیف کی خبر جب غمگسار بیکساں حامئ درماندگان حضور
خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ
جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز ادا فرما رہے ہوں تو کوئی
طاقتور آدمی آپ کے پاؤں سے ہڈی کھینچ لے۔ کیونکہ ؎

ع محویت مخصوص تر رکھتی ہے حیدر کی نماز

چنانچہ جب نماز کا وقت آیا۔ اور آپ خالق اکبر کے
حضور میں اس تکلیف کے باوجود بھی حاضر ہو کر سجدہ ریز
ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعمیل ارشاد میں ایک

آدمی نے آپ کے پاؤں سے ہڈی کھینچ لی مگر یہ تکلیف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز میں خلل انداز نہ ہو سکی ہڈی کے باہر آنے کی تکلیف کے باوجود آپ کی محویت الی اللہ بھی برقرار رہی۔

اللہ اللہ! یہ ہے خلوص و حضور کا حسین و جمیل نمونہ۔ آپ کی یہ نماز ہمیں وقت پر نماز کی ادائیگی کے ساتھ خشوع و خضوع کا بھی درس دیتی ہے کہ ؎

کر فنا ذاتِ خدا میں خود کو غازی! پڑھ نماز
پڑھ حضورِ قلب سے مردِ نمازی! پڑھ نماز
پڑھ حضورِ قلب سے مردِ نمازی! پڑھ نماز

یہی نماز حقیقی ہے جس کے متعلق معراج المومنین کا تصور کیا جا سکتا ہے جسے تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ کہا جا سکتا ہے۔ یاد رکھو۔ جو نماز انسان کو فضولیات و لغویات سے باز نہیں رکھتی وہ نماز، نماز نہیں کہلا سکتی۔ بلکہ وہ دنیا کے ہنگاموں سے علیحدہ ہو کر اپنی بھولی بسری باتوں کو یاد کرنے کا ذریعہ ہے۔ کیوں کہ حقیقت میں ؎

نماز وہ ہے جو سینوں میں بجلیاں بھر دے
نہ وہ کہ صرف رکوع و قیام ہو کے رہی

آج ہماری نمازیں بھی کچھ اس قسم کی ہیں کہ جونہی نماز کی نیت باندھی، بیسیوں دنیاوی خیالات امڈ آئے۔ کئی وسوسے اور جذبات دل میں اٹھتے ہیں۔ کبھی دوستوں کی یاد آتی ہے۔ کبھی اپنے دن بھر کے زیرِ تکمیل کاموں کی طرف خیال جاتا ہے۔ کبھی کسی محبوب اور دل پسند چیز کی تصویر نظروں کے سامنے پھرتی ہے ؎

یہ نمازیں ہیں فقط نام شریعت کے لئے
ہیں مگر یہ تشنہ کام اپنی حقیقت کے لئے

ہماری عدم توجہی اور فقدان کا سبب کیا ہے آؤ ذرا روحِ اقبال سے پوچھیں۔ تو تربتِ اقبال سے ہمارے اس سوال کا جواب یہ ملتا ہے کہ :۔

صفیں کج، دل پریشاں، سجدے بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

میرے دوستو! ترجمانِ حقیقت کے اس ارشاد کے مطابق ہمیں اپنی تمام عبادات بدنی و مالی خواہ وہ نماز ہو، روزہ ہو، زکوٰۃ ہو، حج ہو یا اور کوئی عملِ صالح ہو، درگاہِ ایزدی میں ان سب کی قبولیت و اجابت کے لئے جذبِ دروں، محبتِ الٰہی، اور عشقِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے ساتھ ساتھ اخلاصِ عمل کی ضرورت ہے کیونکہ اخلاصِ عمل ہی فی الحقیقت جانِ عمل ہے۔

اب تنگیٔ وقت کے علاوہ طوالتِ بیان کا احساس دامن گیر ہے۔ اس لئے میں اپنی تقریر کو اس حرفِ آخر پر ختم کرتا ہوں۔ چونکہ ہماری زندگی بے ثبات ہے اور جو دن گزرتا ہے وہ دوبارہ واپس نہیں آسکتا۔ حدیث پاک میں ہے کہ :۔

"مَا مِنْ يَوْمٍ مِنْ اَيَّامِ الدُّنْيَا اِلَّا يَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَنَا يَوْمٌ جَدِيْدٌ وَاَنَا عَلٰى مَا تَعْمَلُ فِيَّ شَهِيْدٌ"

یعنی دنیا کے دنوں میں سے ہر دن اپنی زبانِ حال سے یوں پکارتا ہے۔ کہ اے آدم کے بیٹے! میں ایک نیا دن ہوں۔ اور جو کام تو مجھ میں کریگا۔ میں اس پر گواہ رہوں۔

میرے دوستو! یہ وقت ڈھلتی ہوئی چھاؤں آسمان

گرا ہوا قطرہ، کمان سے چھوٹا ہوا تیر، بندوق سے چلی ہوئی گولی اور زبان سے نکلی ہوئی بات ہے، جو کبھی بھی واپس نہیں آسکتی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی زندگی کی قدر و قیمت جان کر اعمالِ صالحہ کی کوشش کریں۔ اور اس کے برعکس افعالِ شنیعہ میں ضائع کر کے اپنے لئے دوزخ کا سامان تیار نہ کریں۔ حضرت خواجہ محمد واسع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کامل بزرگ ہیں۔ ایک دفعہ راستے پر چلے جا رہے تھے کہ آگے سے آتے ہوئے ایک شخص نے بعد از سلام استفسارِ حال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ بھئی! اس آدمی کا حال کیا پوچھتے ہو۔ جس کی عمر گھٹ رہی ہو اور گناہ بڑھ رہے ہوں۔

سبحان اللہ! وہ کیسے مبارک لوگ تھے جنہیں عاقبت کی اس قدر فکر اور اپنی تضیع اوقات کا کس قدر احساس تھا۔ مگر ہم ہیں کہ اپنی چند روزہ زندگی کے قیمتی لمحات کو غنیمت نہ جانتے ہوئے شب و روز من مانی تفریحات میں مصروف ہیں۔ اور عاقبت سے اس قدر غافل ہیں کہ آئے دن تکلیفات اور آزمائشوں کے باوجود بھی پرواہ نہیں کرتے

برادرانِ محترم! اب ہمیں ضرورت ہے کہ ہم افعالِ بد سے تائب ہو کر ان غفلتوں کو چھوڑ کر اپنی من مانیوں سے کنارہ کش ہو کر کچھ عاقبت کی فکر کریں۔ آؤ، اب ہم سچے دل سے عہد کریں، کہ جملہ تفریحات اور مذمومہ حرکات کو ترک کر کے رزقِ حلال کے لئے رزقِ حلال کے لئے کوشاں رہیں۔ اور پیدائش کی اصلی غرض و غایت کو سمجھ کر اپنے مالکِ حقیقی کے حضور میں سرِ نیاز کو جھکا دیں۔ اس کے عطا کردہ دستورِ حیات قرآن حکیم اور ہادیٔ برحق مصلحِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامینِ ارشادات کو مشعلِ راہ خیال کر کے ان پر عمل پیرا ہو کر اعمالِ صالح کی کوشش کریں۔ تاکہ ہمارا خدا ہم سے راضی ہو کر ہم پر شفقت کرے اور آقا رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو کر ہم پر نگاہِ رحمت و کرم فرمائیں تاکہ ہماری عاقبت بخیر ہو جائے۔ خداوندِ قدوس ہم سب کو اس کی توفیقِ وافر عطا کرے۔ آمین ثم آمین

بجاہِ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام الیٰ یوم الدین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ط

بقیہ صفحہ ۴۰

یہی وجہ تھی کہ ان کا دین کامل نہ ہوا۔ ان کی اتباع کی تعداد بہت کم تھی۔ اور ان کو ایسا غلبہ حاصل نہ ہوا جیسا کہ آپ کو حاصل ہوا۔ کہ تھوڑے سے عرصہ میں آفتابِ اسلام جزیرۂ عرب سے طلوع ہو کر دور دور اکنافِ عالم کو اپنی ضو افشانیوں سے منور کر رہا تھا اور آپ کی زندگی میں کفر و شرک کے بڑے بڑے اہم مراکز دائرۂ اسلام میں آچکے تھے۔ اور اہلِ اسلام کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہو گئی تھی۔ اور عرب میں جملہ متحارب قومیں آپ کے دبدبۂ شوکت کے سامنے سرنگوں اور پامال ہو گئی تھیں یا اسلام کو قبول کر کے آپ کے جاں نثاروں میں شامل ہو گئی تھیں۔ لیغفر لک اللہ میں لام علت کا ہے جو اس بات کو واضح کرتا ہے کہ مغفرت ذنوب کا سبب فتح مبین ہے یعنی جہاد بالکفار مغفرت ذنوب کا سبب ہے، اور جہاں ذنوب نہ ہوں وہاں مغفرت ذنوب سے رفعت مدارج مراد ہوتی ہے۔ تو یہاں مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج کا بلند

نعت شریف

محترمہ حضرت فاطمہ قیدی ریحانہ صاحبہ (انڈیا)

اے دل ہو نچھاور قدموں پر وہ شاہدِ رعنا آتے ہیں
کرتا ہے تمنا جن کی خدا وہ جانِ تمنا آتے ہیں ! !
والشمس کی وہ تنویر مبیں، والنجم کی وہ تفسیر حسیں
مشتاق ہے جن کا پردہ نشیں وہ شاہدِ یکتا آتے ہیں !
معراج میں یہ ارشاد ہوا اے قیدِ تعین تو اٹھ جا
اس قرب کے عالم میں جن سے جائز نہیں پردا آتے ہیں
ہیں نور کے پردے میں وہ نہاں دیکھے کوئی انکی تاب کہاں
وہ صبح ازل کا راز نہاں وہ حسنِ سراپا آتے ہیں !
اے مہرِ تبا ثانی ہے کہیں اے ماہ جھکا دے اپنی جبیں
خالق نے ہی جی بھر کر دیکھا جن کا رخ زیبا آتے ہیں !
مسجودِ ملائک خاک ہوئی وہ جن سے خدائی پاک ہوئی
وہ اقدس و اطہر شانِ خدا وہ مالک دنیا آتے ہیں
اعمال پہ ہو زاہد کی نظر ہم کو تو بھروسہ ہے اُن پر،
محشر میں گنہگاروں کیلئے جو بن کے سہارا آتے ہیں
اشکوں سے کدورت بہہ جائے بس انکی محبت رہ جائے
اے کاش یہ کوئی کہہ جائے اٹھ غم کا مداوا آتے ہیں
ریحانہ رواں ہیں کیوں آنسو داغوں میں انوکھی ہے خوشبو
اک نور سا چھایا ہے ہر سو شاید میرے آقا آتے ہیں

آپکی اطلاع کیلئے:- دفتر انوار الصوفیہ سے جب بھی خط و کتابت کریں تو چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں، منی آرڈر ارسال کرتے وقت بھی چٹ نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے، ماہنامہ انوار الصوفیہ کی تاریخ اشاعت ہر ماہ کی دس تاریخ ہے اگر آپ کو پندرہ تاریخ تک رسالہ نہ ملے تو سمجھ لیجے کہ ڈاک چوروں نے اڑا لیا ہے، آپ ایک پوسٹ کارڈ لکھکر دوبارہ حاصل کریں۔ دو ماہ سے رسالہ تاخیر سے شائع ہو رہا ہے اس کی وجہ ہمارے کاتب کی بیماری ہے۔ انشاء اللہ آئندہ کیلئے تاخیر نہیں ہوگی، رسالہ نہ ملنے کی شکایت دفتر انوار الصوفیہ سے کیجئے بعض حضرات شکایتی خطوط علی پور شریف بھیجکر پیر صاحب کو تنگ کرتے ہیں یہ نامناسب ہے، (ادارہ)

عظمتِ رسالت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

★ معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری ★

برادرانِ اسلام!

بفرمانِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لِکُلِّ شَیْءٍ عَلَم ہر چیز کے لئے اس کی معرفت اور شناخت کے لئے ایک علامت ہوتی ہے۔ جو صرف اس کے ساتھ ہی مخصوص ہوتی ہے اس کے غیر میں اس کا وجود ہرگز نہیں ہوتا۔ نیک و بد، خوبصورت و بدصورت، ذکور و اناث، شیخ و شاب، عالم و جاہل وغیرہ میں جو اپنی ضد سے امتیاز ہے وہ صرف اپنی صفت سے ہی ہے۔ جہاں کہیں دو چیزوں کے مابین کسی وجہ سے اشتراک آ جائیگا وہیں ان دو چیزوں کو ایک دوسرے سے تمیز کرنے کے لئے ایک ایسی چیز ہوگی جو ان دو میں سے صرف ایک ہی کے ساتھ خاص ہوگی مثلاً انسان اور گھوڑا دو جاندار ہیں۔ حیوان ہونے میں دونوں شریک ہیں۔ انسان بھی حیوان اور گھوڑا بھی حیوان۔ ان دو کو جو ایک دوسرے سے الگ کرتی ہے، وہ انسان کی صفتِ ناطق ہے۔ جو صرف انسان کے ساتھ خاص ہے۔ گھوڑے میں نہیں، جب حیوانِ ناطق کہا جائیگا۔ تو اس سے صرف انسان مراد ہوگا۔ کوئی اور حیوان مراد نہیں ہوگا۔ جو صفت خاص دو مشترک چیزوں کے مابین وجہ امتیاز بنے اس کو اس چیز کی فصل کہتے ہیں۔ اور جس چیز میں دو یا دو سے زیادہ چیزیں مشترک ہوں اس کو اس چیز کی جنس کہتے ہیں۔

جس طرح انسان اور دوسرے حیوان میں نفس حیوانیت میں اشتراک ہونے کے بعد بھی فصل ہے۔ اور ان دونوں کے اسی فصل و فرق کی وجہ سے احکام الگ الگ ہیں۔ اسی طرح یہ جانو کہ انسانوں میں جو رسول ہیں اگرچہ وہ دوسرے انسانوں کے ساتھ نفسِ انسانیت اور بشریت میں اشتراک رکھتے ہیں۔ لیکن رسول اور دوسرے انسانوں کے مابین وہی فرق ہے جو انسان اور دوسرے حیوانوں کے درمیان ہے۔ بلکہ اس سے بھی جہت زیادہ، جو ہماری عقول و فہوم کی دسترس سے بھی نہایت بعید بلکہ ابعد ہے۔ اسی لئے رسول کے احکام دوسرے انسانوں کے احکام سے جدا ہیں۔ رسول پر ایمان لانا اس کے ہر قول اور ہر بات کی تصدیق کرنی اس کی اطاعت و فرماں برداری کرنی اس کو محبوب بنانا اس کی تعظیم و توقیر کا بجا لانا۔ اس کے ادب و احترام کا ملحوظ رکھنا عامۃ الناس پر فرض ہے۔ رسول کی توہین اس کا انکار اس کے حق میں گستاخی کرنی کفر اور موجب خسران مبین ہے۔ رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے واسطے بھیجتا ہے۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ، اس کی رسالت میں کسی کا اختیار اور دخل نہیں ہوتا وہ گناہوں سے معصوم ہوتا ہے۔ اس پر وحی نازل ہوتی ہے اس کے سامنے ملائکہ آتے ہیں۔ اس سے کسی معاملہ میں خطا

نسیان نہیں ہوتا۔ اور اگر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوراً آگاہی ہو جاتی ہے۔ اب سوچ لو کہ انبیا و رسل اور عام انسانوں میں کتنا فرق ہے۔ جو صفات رسولوں کی ہیں وہ انہیں میں پائی جاتی ہیں۔ ان کے غیر کو ان کے ساتھ دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جو صفتیں رسولوں کو عام لوگوں سے جدا کرتی ہیں وہ ان کے لئے فصل ہیں۔ جس طرح انسانوں کو ناطق کی وصف نے جدا کر دیا اسی طرح ان پر وحی کے نزول اور دوسری صفاتِ مخصوصہ نے ان کو عام انسانوں سے الگ کر دیا۔ پھر یہ سارے رسول بھی ایک جیسے نہیں ہیں۔ اگرچہ ان کے مابین رسالت میں اشتراک ہے۔ لیکن بعض رسولوں کے بعض اوصافِ مخصوصہ بعض کو بعض پر فوقیت دیتے ہیں اور یہ سلسلہ تفاضل کا ان کے مابین بھی پایا جاتا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ؛ پھر سب رسولوں سے جو بہت یکتا اور بے مثال ہستی ہے۔ وہ ہیں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، جو چیزیں آپ کے واسطے فصول بنتی ہیں، وہ بہت زیادہ ہیں۔ جن کا احاطہ کرنا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے،

اب سمجھو اور خوب اچھی طرح سمجھو کہ رسول اور دنیا کے تمام انسانوں کے مابین اتنا فرق ہے جو حدود فہم و علم سے بالاتر ہے۔ اور حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد بلکہ ان کے بعد سے آپ کے عہد تک جتنے انبیاء و رسل مبعوث ہوئے ہیں۔ ان سب سے افضل ہیں۔ اور کل انبیاء و رسل جو مبعوث ہوئے بقول اکثر علماء کے ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں۔ اور جو اوصاف ان تمام میں پائے گئے ہیں ان سب میں آپ کو اشتراک ہے۔ ان کے علاوہ آپ کو ان سے افضل کرنے کے لئے جو صفاتِ مخصوصہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہیں۔ ان کا احاطہ اور احصا سے فہم بشری قاصر ہے۔ تو حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا بھر کے تمام انسانوں سے بمطابق انبیاء و رسل کی تعداد کے ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ افضل اور بلند ہیں اور پھر ان رسولوں میں سے ہر ایک رسول سے کتنی مرتبہ بلند ہیں اس کا حساب یوں لگاؤ کہ جملہ انبیاء و رسل کو اللہ تعالیٰ نے آیات و معجزات اور کمالاتِ صوریہ و معنویہ کتنے دیئے ہیں۔ ان سب کو جمع کرو، اور بتاؤ کہ وہ کتنے ہیں۔ اگر کہو کہ وہ تو بے شمار ہیں تو ہم کہیں گے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ان سب سے بے شمار مرتبہ افضل ہیں۔ پھر ان صفات کے علاوہ جو انبیاء سابقین میں پائے جاتے ہیں جو صفاتِ خاصہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیئے ہیں ان کا احاطہ کرنا بھی ناممکن اور محال بجز ذات خداوندی کے کون جانتا ہے۔ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا تمام بحر اور سمندر حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے فضائل بجر ختم ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں۔ اور اگر اتنی روشنائی پھر دوسری مرتبہ اور بھی تیار کی جائے تو پھر بھی نہ لکھے جائیں۔ شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں فرماتے ہیں، کلماتِ ربی سے مراد فضائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے کہ ذاتِ خداوند مثال و تمثیل سے منزہ و مبرہ ہے،

ایک اور قاعدہ یاد رکھیں جب کوئی ایک چیز دوسری چیز سے حکم میں الگ ہو تو سمجھ لیجئے کہ یہ دونوں چیزیں اپنی ذات کے اعتبار سے ایک دوسرے کی عین نہیں ہیں۔ جیسے کہ بالغ اور نابالغ کا حکم جدا جدا ہے تو یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ بالغ

بجر کو لکھنے کے لئے روشنائی ہو جائیں تو یہ روشنائی فضائل

اور نابالغ باعتبار اپنی ذات کے ایک ہی ہیں اگر ایک ہیں تو
کیا وجہ ہے کہ ایک احکام شرعیہ کا مکلف ہے اور دوسرا نہیں۔
اور جب تکلیف میں دونوں جدا جدا ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ
دونوں ایک نہیں بلکہ دو جدا جدا شخصیتیں ہیں۔ اسی طرح
حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے احکام میں اپنی امت اور
تمام لوگوں سے منفرد اور تنہا ہیں۔ ان کا ہم ذیل میں نمبروار
بالترتیب ذکر کرتے ہیں۔ ان احکام کو جو آپ کی ذات سے
مخصوص ہیں' ان کو آپ کی خصوصیات کہتے ہیں۔ آپ کی
خصوصیات کا احاطہ کرنا بہت دشوار ہے۔ ہم یہاں چند
خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں۔ جن سے آپ کا افضل الانبیاء
ہونا ثابت ہوگا۔

(۱) وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور ہم نے
آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر' آپ تمام
جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ رحمت وہ چیز ہے جو عذاب سے
بچائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری دنیا کو عذاب سے
بچایا۔ مومنوں کو بھی اور کافروں کو بھی۔ ورنہ آپ سے قبل
نافرمان امتوں پر ایسا عذاب نازل ہوتا تھا جو قوموں کی بیخ
بنیاد کو اکھاڑ پھینکتا تھا۔ آپ کے زمانہ بعثت سے لے کر قیامت
کے دن تک کوئی ایسا عذاب نازل ہوا نہ ہوگا۔

(۲) وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا
وَّنَذِيْرًا ' ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے
خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا' اس آیت سے ثابت
ہوا کہ آپ تمام بنی آدم کی طرف رسول ہو کر آئے ہیں۔ بنی آدم
کا کوئی قبیلہ کوئی خطہ کوئی قوم کوئی زمانہ کوئی ملک آپ کی رسالت
کے حکم سے خارج نہیں ہے۔ جو آپ پر ایمان لایا اس نے نجات
پائی جس نے انکار کیا وہ ہلاک اور ابدی عذاب میں گرفتار ہوا۔
آپ نے فرمایا۔ بُعِثْتُ اِلٰى كُلِّ اَحْمَرَ وَاَسْوَدَ ' میں ہر
سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔ اسود سے مراد
عرب اور احمر سے مراد عجم ہے۔ آپ کے آنے سے تمام سابقہ
شرائع اور کتب اور ادیان منسوخ ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا اگر موسیٰ بھی زندہ ہوتا تو اس کو میری اتباع
سے چارہ نہ ہوتا۔ قیامت کے قریب جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نزول فرمائیں گے تو وہ بھی شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و
السلام پر عمل کریں گے۔ ؎

یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست
کتب خانہ چند ملت بشست

(۳) عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر مبعوث کرے'
اس سے مراد شفاعت ہے' یہ بھی آپ کا ہی خاصہ ہے
قیامت کے دن آپ تمام اولین و آخرین کی شفاعت کریں گے۔
آپ نے فرمایا اذان اور اقامت کے مابین تم میرے واسطے
وسیلہ کی دعا مانگا کرو' وہ ایک بہت بلند مقام ہے جو
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عطا فرمائیگا۔ اور میں امید رکھتا
ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ اور وسیلہ سے مراد مقام
محمود ہے۔

(۴) اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ
مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ' بیشک ہم نے آپ کو
فتح مبین عطا کی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے ذنب کی مغفرت
کرے۔ فتح مبین' یعنی فتح مکہ' یہ بھی آپ کا خاصہ ہے۔ آپ سے
پیشتر کسی نبی اور رسول کو یہ میسّر نہ ہوا۔ (باقی ص ۳۶ پر)

مغلپورہ - لاہور

۲۱-۲۲- اکتوبر، بروز ہفتہ اتوار مغلپورہ لاہور ریلوے کوارٹروں میں مسجد کے سامنے بصدارت حضرت مولانا صاحبزادہ محمد امین صاحب کنجاہی اور حضرت مولانا باباجی فیروز دین صاحب گجراتی ایک جلسہ منعقد ہوا۔ ناچیز غلام رسول گوہر ایڈیٹر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور اور حضرت مولانا نعمانی صاحب و مولانا محمد یوسف صاحب نے محبتِ صالحین اور فضائلِ اولیاء پر وعظ فرمایا۔ اور میاں محمد حسین صاحب گلفروش نعت خواں و دیگر کئی ایک نعت خوانوں نے نعتیں پڑھیں۔ مرزا محمد یوسف صاحب کی سعی اور کوشش سے حضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہٗ کے ملفوظات اور دیگر چھوٹی چھوٹی کتابیں حاضرینِ جلسہ سے بہت لوگوں نے خریدیں۔ اور مکتبہ انوار الصوفیہ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ مکتبہ انوار الصوفیہ جناب مرزا صاحب کا اس سعی کا خلوصِ قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے۔

راوی روڈ بیرون ٹکسالی گیٹ لاہور

۲۰-۲۱-۲۲- اکتوبر، بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار حضرت مولانا حاجی غلام جیلانی خلیفۂ مجاز مدظلہم العالی کے اہتمام سے ان کے اپنے مکان جماعت منزل میں حضرت امیر ملت محدث علیپوری قدس سرہٗ کے سالانہ عرس شریف کی مبارک تقریب میں تبلیغی جلسہ ہوا۔ تین دن کی ہر نشست میں قرآن خوانی، ختم خواجگان حلقۂ ذکر، مراقبہ اور نعت خوانی اور وعظ ہوتا رہا۔ مجھکو ۲۲ اکتوبر اتوار کے روز آخری اجلاس میں شرکت کا موقع ملا۔ جلسہ گاہ سائبان اور عمدہ فرش سے خوب آراستہ پیراستہ تھا۔

صدر الصدور عالی جناب معلی القاب، زبدۃ العارفین، مولانا الحاج شمس الملت والدین، پیر سید نور حسین شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف کی تشریف آوری یقینی تھی۔ مگر آپ کے خادمِ خاص حاجی خوشی محمد نے آکر اطلاع دی کہ حضرت صاحب کو دمہ کا شدید دورہ پڑ گیا تھا۔ اس لئے آپ کی طبیعت نہایت کمزور ہے۔ آپ تشریف نہیں لائیں گے حاجی خوشی محمد صاحب کو آپ نے اس لئے بھیجا کہ مشتاقانِ زیارت انتظار میں نہ رہیں۔ جناب حاجی صاحب نے جلسہ گاہ میں آپ کی نشست بنائی ہوئی تھی۔ گویا کہ آپ اپنی روحانیت اور توجہ باطنی کے ساتھ جلسہ میں تشریف فرما ہیں۔ اس جانب کسی کو بیٹھ کر کے بیٹھنے کا یارا نہیں تھا۔ اور نہ ہی کسی مولوی صاحب نے یہ مناسب جانا کہ اس نشست کے ہوتے ہوئے وہ کرسی پر بیٹھ کر وعظ فرمائے۔ اس تصور سے کہ حضور جلوہ گر ہیں۔ اور کرسی پر بیٹھنا سوءِ ادب ہے۔ حضرت مولانا محمد عمر صاحب خطیب جامع مسجد بیگم شاہی لاہور نے فضائلِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جامع تقریر کی۔ آپ کے بعد جناب میاں محمد اسماعیل نعت خوان رنگپوری قصوری نے

ایک ولولہ انگیز نعت پڑھی، جس سے مجلس پر کیف و مستی کا عالم چھا گیا۔ پھر حضرت میاں محمد حسین صاحب گلفروش وزیر آبادی نے قبلۂ عالم امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت میں قصیدہ پڑھکر سنایا۔ حاضرین نہایت محظوظ ہوئے۔ پھر خاکپائے اولیاء کرام غلام رسول گوہر ایڈیٹر انوار الصوفیہ نے تعظیم مصطفےٰ کے موضوع پر تقریباً ایک گھنٹہ مدلل وعظ کیا جس سے حاضرین پر جو کیف و حال طاری تھا وہ قابل دید تھا۔ کہ حضرت مولانا غلام الدین صاحب خطیب جامع مسجد انجن چھیڈ نے اپنے وقت پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ مولانا نے جو وعظ فرمایا ہے۔ اس کے بعد اب کسی وعظ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارا عقیدہ یہی ہے جس کا اثبات مولانا نے اپنے وعظ میں فرمایا ہے۔ اس ناچیز کے بعد رئیس الواعظین حضرت مولانا علامہ غلام الدین صاحب خطیب انجن چھیڈ لاہور نے اپنے دلفریب اور دلکش انداز اور لہجہ میں فضائل اولیاء پر نہایت مؤثر اور بلیغ وعظ فرمایا۔ وعظ کے اثر سے لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے اور سب پر عالم بے خودی طاری تھا۔ مجھے کسی کے وعظ میں رونے کی نعمت کبھی میسر نہیں ہوئی مگر حضرت مولانا مدظلہ العالی کے وعظ شریف نے میرے جیسے سنگدل انسان کو بھی رولا دیا۔ پھر نماز ظہر کے واسطے جلسہ برخاست ہوا۔ نماز ظہر کے بعد عصر کی نماز تک پھر ایک جلسہ ہوا۔ جس میں میاں محمد صابر صاحب نعت خوان قصوری اور جناب گلفروش صاحب نے نعت خوانی سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ پھر دعا و سلام کے ساتھ یہ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اور جملہ حاضرین کو کھانا کھلایا گیا۔ اور علماء کرام کو انعام اور تبرک سے نوازا گیا۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ حاجی صاحب کے مراتب کو بلند فرمائے۔ اور ان سے لوگوں کو بکثرت فیضیاب ہونے کا موقع ملے۔ (آمین)

قصور کوٹ اندرون

۲۲۔ اکتوبر بروز اتوار بصدارت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی حضرت میاں امام بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف ان کے بیٹوں نے کرایا حسب دستور سابق ظہر کی نماز کے بعد طلبہ مدرسہ نقشبندیہ اور دیگر احباب نے بمرے قبرستان میں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے قریب قرآن شریف کا ختم کیا۔ اور نعت خوانی ہوئی۔ بعد ازاں سلام پڑھا گیا۔ پھر حضرت صاحب نے بیٹھ کر دعا مانگی اور حضرت میاں صاحب کی روح کو ایصال ثواب کیا اور حاضرین کے درمیان تبرک تقسیم کیا گیا۔ اور عصر کی نماز وہیں ادا کی گئی۔ پھر وہاں سے رخصت ہوکر حضرت میاں صاحب کے گھر شام کا کھانا کھلانے کے بعد دس بجے تک ایک مختصر تبلیغی جلسہ ہوا جس میں حضرت ممدوح القدر نے تلاوت قرآن شریف کے بعد صفات اولیاء پر ایک جامع اور پرمغز تقریر دلپذیر فرمائی۔ جس سے حاضرین نہایت محظوظ اور خوش ہوئے۔ پھر جناب حاجی محمد دین صاحب اور جناب صوفی محمد اسمٰعیل صاحب نے نعتیں پڑھیں اور جناب مولانا حافظ نور احمد صاحب نے وعظ فرمایا۔ اور سلام و دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

بھنبہ کلاں تحصیل قصور

۱۸۔ اکتوبر بروز بدھ بصدارت حضرت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری مدظلہ حسب دستور باہتمام مولوی عبد الحمید صاحب خطیب جامع مسجد

سالانہ جلسہ ہوا۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد حضرت ممدوح الصدر نے تلاوتِ قرآن شریف سے جلسہ کا آغاز کیا۔ اور تلاوت کے بعد آپ نے ایک موثر تقریر فرمائی جس میں آپ نے جملہ حاضرین کو اخلاص کا سبق دیا۔ اور فرمایا نماز تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کرنی چاہیئے جو شخص تعدیل ارکان سے نماز ادا نہیں کرتا۔ اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یعنی قیام اور رکوع و سجود میں بقدرِ ضرورت توقف کرنا لائق ہے۔ آپ کے بعد جناب صوفی محمد اسمٰعیل صاحب اور جناب حاجی محمد دین صاحب اور غلام رسول متعلم مدرسہ نقشبندیہ قصور نے نعتیں پڑھیں پھر اس ناچیز کو وعظ کرنیکا حکم ہوا۔ ناچیز نے کھڑے ہو کر ایک گھنٹہ معیتِ صادقین پر وعظ کیا۔ پھر ایک دو نعتوں کے بعد مولانا حافظ نور احمد صاحب برادرِ اصغر حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی نے فضائل اہلِ بیت پر وعظ کیا بعد ازاں قریباً گیارہ بجے سلام و دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا

موضع کرفتو تحصیل قصور

۱۸۔ اکتوبر بروز بدھ بصدارت حضرت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب شام کا کھانا کھانے کے بعد حسب دستور سابق جلسہ ہوا آپ نے تلاوتِ قرآن شریف کے بعد وعظ فرمایا اور اخیر میں لوگوں سے نماز کی پابندی پر عہد لیا۔ آپکے بعد اس ناچیز نے فضائل اولیاء پر اور ناچیز کے بعد مولانا حافظ نور احمد صاحب نے وعظ کیا اور جناب صوفی محمد اسمٰعیل صاحب اور حاجی محمد دین صاحب اور دیگر نعت خوانوں نے روح آفرین نعتیں پڑھیں' اور رات کے گیارہ بجے سلام و دعا پر یہ جلسہ ختم ہوا۔

دعائے صحت

: جناب محمد حنیف صاحب اور محمد شفیع صاحب میانہ کراچی کی والدہ ماجدہ بیمار ہیں۔ قارئین رسالہ سے استدعا ہے کہ مریضہ کی صحت و شفا کے لئے خلوصِ قلب سے شافی الامراض کی بارگاہ میں دعا کریں حضرت مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری مدظلہ العالی اپنے اوقاتِ مخصوصہ میں مریضہ کے لئے دعائے صحت کرتے رہتے ہیں۔ ادارہ انوارالصوفیہ بھی مریضہ کے لئے دعائے صحت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

القاب و خطابات کا ناجائز استعمال

سابقہ ماہ کھروڑ پکا میں حضرت سید نذیر حسین شاہ صاحب کا عرس مبارک منایا گیا اس موقع پر اشتہار شائع کیا گیا اس میں سید چراغ نبی شاہ صاحب جو سید نذیر حسین شاہ صاحب کے برادر زاد فرزند ہیں کے نام کے ساتھ ان کے مریدین اور معتقدین نے سراج الملت' امیر ملت امام الملت" وغیرہ قسم کے القاب لکھ دیئے جن سے جملہ یارانِ طریقت سلسلہ نقشبندیہ جماعتیہ کو نہایت صدمہ ہوا۔ اس لئے کہ یہ القاب' خطابات حضرت قبلہ عالم' قطب زماں محدث علی پوری اور آپکے بڑے صاحبزادے قدس سرہما کے نام کے ساتھ معروف و مشہور ہو چکے ہیں۔ اور گویا یہ القاب ان ہستیوں کے ساتھ مختص ہیں۔ اب اگر کوئی ان القاب کو اپنے لئے استعمال کرنا جائز تصور کرتا ہے تو حضور کے غلاموں سے برداشت نہیں ہوتا۔ اس لئے پروفیسر محمد منشا دعلی صاحب جنرل سیکرٹری مرکزی انجمن خدام الصوفیہ نے اس پر پرزور احتجاج کیا ہے۔ اور جناب محترم المقام علامہ حضرت ،

جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم نے بھی اس کو پسند نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا ہے کہ اگر سید چراغ نبی شاہ صاحب اس سے معذرت نہیں فرمائیں گے تو ان کو اپنے سلسلہ سے خارج کر دیا جائیگا۔ جناب سید چراغ نبی شاہ صاحب کی جانب سے معذرت نامہ دفتر انوار الصوفیہ میں وصول ہوا ہے۔ جو ذیل میں پروفیسر محمد منشاد علی صاحب کے احتجاج کے بعد لکھا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم جملہ قارئین رسالہ کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ امیر ملت اور اس کے بعد سراج الملت اور پھر شمس الملت' یہ تینوں القاب یکے بعد دیگرے تینوں بزرگ ہستیوں کے ساتھ منسوب ہو چکے ہیں۔ اور حقیقت میں یہ تینوں ہستیاں ان القاب کی اہل بھی ہیں ان کے سوا کسی اور ہستی پر ان القابات کا چسپاں کرنا اگرچہ کوئی اس کا اہل بھی ہو نامناسب اور غیر موزوں ہے۔ اور اہل نہ ہونے کی صورت میں تو ان القاب کا کسی پر محض خوش عقیدگی کی بنا پر چسپاں کرنا تو شرعاً ممنوع و منقصہ ہوگا آجکل لوگ علماء و مشائخ کو القاب و خطابات عطا کرنے میں بڑی فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں۔ القاب و خطابات استعمال کرنے میں احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے

مدینہ منورہ تعمیر رباط جماعت منزل

ماہ ستمبر میں تمام عمارت کے اندر پلاستر کا کام پورا ہو گیا ہے اب عمارت کی دیواروں کے بیرونی حصہ پر پلاستر کرنا باقی ہے۔ اور اس کے بعد تمام عمارت پر اندر و باہر سفیدہ لیپنا باقی ہے۔ نیچے کی منزل کی زمین پر سیمنٹ کا پلاستر ہو گیا ہے' اوپر کی منزل پر سیمنٹ کا پلاستر کرنا باقی ہے۔ چھت پر پردہ کی دیواریں مکمل ہو گئی ہیں، اب ہر کمرہ سے وضو کا پانی باہر جانے کے رستہ نکالنے اور صحن میں ایسا پانی گرنے' لوہے کی نالیاں لگانا باقی ہے۔ اور نیز تمام پانی باہر کوچہ میں جذب ہونا، بڑا گڑھا کھودنا اور اس کی دیواروں کو پتھر سے باندھکر اوپر ڈھانپنا باقی ہے۔ (معلوم ہو کہ یہاں گھروں کا یا برسات کا کوئی پانی بھی موریوں میں نہیں بہتا۔ تمام شہر مبارک میں ہر گھر کے سامنے ایسے گڑھے ہوتے ہیں جن میں پانی پہنچکر جذب ہوتا ہے) اوپر کی چھت پر یا سیمنٹ سے صفائی کرنا یا مٹی بچھانا کہ برسات کا پانی بہہ جائے باقی ہے۔ مٹی بچھانے سے چھت سے گرمی کمروں میں نہ پہنچے گی۔ اوپر کی چھت پر گرمیوں میں راتوں کو سونے والوں کے لئے دو پاخانے تعمیر ہونا باقی ہے۔ نیز مدینہ منورہ کے عام رواج کے مطابق اوپر کے چھت پر جہاں زینہ ختم ہوتا ہے ایک چھوٹا کمرہ بستر وغیرہ دن میں دھوپ و برسات سے حفاظت کے لئے تعمیر ہونا باقی ہے۔ تین دروازے اور پانچ دریچے اوپر کی منزل میں لگانا باقی ہے۔ لکڑی خریدی ہوئی بڑھئی کے پاس ہے۔ اور یہ شخص بغیر اطلاع پاکستان گیا ہے۔ آجکل میں واپس آنے والا ہے۔ موسم سرما میں سرد ہوا سے محفوظ رہنے تمام کمروں کے روشندانوں پر شیشے چڑھانا باقی ہے کہ کمروں میں اجالا رہے اور سرد ہوا نہ پہنچے' دوکانوں کے لئے چھت کی چادر کے دروازے لگانا بھی باقی ہے۔

(راقم: بخشی مصطفیٰ علی خاں عفی عنہ)

انتباہ

گذشتہ ماہ کھرڑ یانوالہ عرس حضرت سید نذیر حسین شاہ صاحب مرحوم زیر سرپرستی چراغ نبی صاحب منعقد ہوا اشتہارات منٹگمری کے ایک صاحب ماسٹر خوشی محمد نامی نے شائع کرائے۔ اور چراغ نبی صاحب کو "سراج ملت" کے لقب سے نوازا ہی نہیں بلکہ "حضور شمس الملت" کے بالمقابل آنجناب کو "شمس طریقت" بھی بنا دیا گیا۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ "حضور قبلہ شمس الملت" مدظلہ العالی زیب سجادہ دربار گوہر بار علی پور شریف کے اسم گرامی کے پہلو بہ پہلو ان کو بھی جلوہ آرائے اشتہار کیا گیا۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

اگرچہ یہ تو درست ہے کہ مشتہر ماسٹر خوشی محمد صاحب ہیں اور اشتہار کے اسقام کی ذمہ داری ان کے سر ہے لیکن ہمارے چراغ نبی صاحب کا اظہار خوشنودی اور ان القاب کو پسند فرمانا حتیٰ کہ اس برخورداری کے صلہ میں ماسٹر صاحب مذکور کو دستار خلافت تک سے نواز دینا اس دعوے کی روشن دلیل ہے کہ وہ بزعم خود "سراج ملت" اور "شمس طریقت" ہیں۔ (عجب نہیں عنقریب "شمس ملت" بلکہ "امیر ملت" بھی بن بیٹھیں استغفر اللہ! خدا کی پناہ!!) ہمارے دعوے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اشتہار مذکورہ میں چراغ صاحب کو "امام الاولیاء" بھی لکھا گیا تھا۔ مگر جو عوام میں شورش برپا ہوئی تو بعد میں اسے تو قلمزن کر دیا گیا مگر بنظر القاب بدستور رہنے دیئے گئے۔ گویا "امام الاولیا" نہ سہی مگر "شمس طریقت" اور "سراج ملت" ضرور ہیں۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیئے

مرکزی انجمن خدام الصوفیہ پاکستان کے جائنٹ سیکرٹری کی حیثیت سے راقم اپنے ماہوار نمائندہ آرگن انوار الصوفیہ کی وساطت سے ماسٹر خوشی محمد مذکور کی اس مذموم حرکت اور ناپاک جرأت پر سخت نفرت اور غصہ کا اظہار کرتا ہے انہوں نے سیدنا امیر ملت محمد شاہ علیپوری قدس سرہ کے باجمال اور پرجلال شہزادگان عالی مقام حضور قبلہ سراج الملت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عظیم المرتبت قبلہ شمس الملت رونق سجادہ آستانہ عالیہ علی پور شریف کی شانِ اقدس کی تنقیص کر کے نہ صرف اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضور امیر ملت رضی اللہ عنہ کی روح پاک کو اذیت پہنچائی ہے بلکہ لاکھوں غلامانِ سرکار علی پوری کے قلب و جگر اپنے تیر و نشتر سے چھلنی کر دیئے ہیں۔ ساتھ ہی راقم تمام صاحبزادگان والاشان خصوصاً مخدومی حضرت علامۃ الفہامہ جوہر الملت الحاج الحافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ و زینت مسند نیابت حضور مصدر فیوض و برکات منبع خیرات و حسنات قبلہ شمس الملت مدظلہ صدر مرکزی انجمن خدام الصوفیہ پاکستان سے نہایت مودبانہ اور نہایت پرزور اپیل کرتا ہے کہ اس قسم کے دریدہ دہن، گستاخ و بیباک سرکش لوگوں سے کامل بیزاری کا اعلان فرما کر آئندہ کے لئے ایسے شرمناک اقدامات کا بالکلیۃ انسداد فرمائیں۔ اگر اس قسم کے باغی عناصر کی یہی گستاخانہ روش رہی تو معلوم اس کے نتائج کیسے خطرناک انداز میں رونما ہوں ایسے حالات میں مخلص عقیدتمند اور بندگانِ بے دام جذبات کے تند و تیز دھارے کی تاب نہ لا کر نہایت ہی سخت آہنی چٹان سے بھی ٹکرا جاتے ہیں۔ اور انہیں حقیر سے ذرات ریگ میں تبدیل کر کے پامال کر دیا کرتے ہیں۔ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاغوتی طاقت کبھی بھی مردانِ حر کی آتش غضب

کتاب نہیں لا سکی اور نہ آئندہ لا سکے گی سہ

بڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

(راقم منشاد علی ایم اے جوائنٹ سیکرٹری
انجمن خدام الصوفیہ پاکستان)

معذرت نامہ

جناب مدیر انوار الصوفیہ صاحب!

السلام علیکم: مندرجہ ذیل مضمون اس ماہ کے رسالہ میں چھپوا کر مشکور فرمائیں۔ صاحبزادہ جناب اختر حسین شاہ صاحب بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں:

معذرت نامہ

سابقہ ماہ کہروڑ پکا میں خلیفہ سید نذیر حسین شاہ صاحب کا عرس مبارک منایا گیا۔ اس موقعہ پر کچھ اشتہارات چھپائے گئے ان میں کچھ القابات سہواً دوسرے بزرگوں کے ساتھ لگائے گئے۔ اس سے بہت سے پیر بھائیوں کو صدمہ پہنچا۔ میں ان پیر بھائیوں سے معذرت خواہ ہوں اور امید ہے میرے عزیز پیر بھائی بھی درگزر فرمائیں گے۔ انشاءاللہ آئندہ آداب بلحوظ رکھے جائیں گے۔

عرس مبارک کے موقعہ پر سید چراغ النبی صاحب نے مجمع عام میں بھی تردید فرما دی تھی۔ اب دوبارہ بذریعہ رسالہ انوار الصوفیہ تردید کی جاتی ہے۔

(آپکا خادم: ماسٹر خوشی محمد منٹگمری)

موضع ترپکھی ضلع ہزارہ

موضع ترپکھی برلب دریائے سندھ ضلع ہزارہ میں چہلم محترمہ حاجن عائشہ صاحبہ مرحومہ زوجہ حاجی سیٹھ محمد سلیمان منیار یار بھائی کا ۲۰ ستمبر بروز جمعرات بعد مغرب ختم شریف پڑھکر سب حاضرین کو کھانا کھلایا گیا۔ گرد و نواح کے یاران طریقت اور موضع جھار سے برادرم محترم ولی گل صاحب نعت خوان بمعہ اپنی پارٹی تشریف لائے۔ نماز عشاء پڑھکر تلاوت قرآن شریف سے مجلس کا آغاز شروع ہوا۔ اور ولی گل صاحب اور عبدالرحمن صاحب اور صوفی صاحب نے یکے بعد دیگرے بڑے ذوق و شوق سے نعت خوانی کی۔ حضرت صاحب قبلہ معین الملت عارف نوجوان جماعت نشان مولانا الحاج حافظ صاحبزادہ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے اپنے کلمات طیبات سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ ۲۰ قرآن شریف جو کہ مدرسہ عالیہ نقشبندیہ کے طلبہ نے پڑھ کر حضرت صاحب قبلہ کو بذریعہ خط روانہ کئے تھے۔ ان کا ثواب اور حضرت صاحب نے خود چار کلام پاک کا ثواب مرحومہ کی روح پر فتوح کو بخشا اور دیگر عورتوں اور مردوں نے دس کلام پاک کا ثواب حضور کی ملک کیا۔ اور حضور قبلہ عالم نے سلام و قیام کے بعد دعا فرمائی اور یہ نوری محفل رات کے ½۱۲ بجے ختم ہوئی۔ مرغوں اور پلاؤ اور گوشت روٹی سے اور فروٹ سیب، انار، سردا، انگور سے حاضرین کی خاطر مدارت کی۔ (الراقم محمد احسن خاں ترپکھی)

موضع مہیس کلاں تحصیل نارووال

حضرت معین الملت عارف نوجوان جماعت نشان مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کا مورخہ ۸ ستمبر بروز ہفتہ صبح ۱۰ بجے ریلوے سٹیشن [illegible]

خاص پریڈیل گاڑی سے تشریف لائے سٹیشن پر بہت سے یارانِ طریقت استقبال کیلئے آئے ہوئے تھے صوفی محمد اسمٰعیل صاحب چیئرمین بھی وہاں قصور سے لاہور کی گاڑی سے پہلے تشریف لائے ہوئے تھے کیونکہ وہاں پر رات کو جلسہ ہونا تھا۔ گاؤں والوں نے جلسہ کا بندوبست وسیع پیمانہ پر کیا تھا۔ اور گردو نواح سے جملہ یارانِ طریقت ۱۲ بجے کے قریب برادرِ طریقت مخلصم اللہ بخش صاحب جماعتی نقشبندی کے مکان پر تشریف فرما ہوئے جس وقت آپکی سواری گاؤں کے قریب پہنچی تو تمام گاؤں کے لوگوں نے آپ کا استقبال کمال شوق سے کیا۔ ارد گرد کے تمام یارانِ طریقت پیشتر ہی جمع تھے رات کا کھانا تناول فرمانے کے بعد جلسہ کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے کیا گیا۔ بعد ازاں چند نعت خوانوں نے خوش الحانی سے نعتیں پڑھیں اور خصوصاً جناب مولانا صوفی محمد اسمٰعیل صاحب نعت خواں قصوری نے اپنے کلام سے جلسہ میں ایک وجد کا عالم پیدا کر دیا جس سے حاضرین جلسہ بہت محظوظ ہوئے، بعد ازاں جناب مولانا قاری حافظ محمد نواب الدین صاحب دھیرو منگری والوں نے مختلف مسائل پر وعظ فرمایا جس سے حاضرین نہایت مسرور ہوئے۔ بعد ازاں حضرت صاحب صدر جلسہ مدظلہ العالی نے صحبت صالحین کے موضوع پر تصوف کی روشنی میں ارشاداتِ عالیہ سے لوگوں کے دلوں کو منور فرمایا۔ اختتامِ وعظ میں حاضرین کے کہنے پر چند مسائل حقیقتِ نماز پر بیان فرمائے بعدہٗ تمام حاضرین جلسہ سے نماز پڑھنے کا وعدہ لیا۔

ازاں بعد سلام و قیام کے ساتھ بارہ بجے یہ نورانی محفل برخاست ہوئی۔ رات کا قیام اور کھانا جناب بمادوم چوہدری نذیر احمد صاحب نمبردار کے مکان پر تھا مہمانوں کی سہولت اور آرام کے لئے خاطر خواہ بندوبست کیا ہوا تھا۔ اگلے دن صبح کو نماز کے بعد حلقۂ ذکر ہوا جس میں اکثر مرد اور عورتیں سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئیں اگلے دن صبح کی چائے کا بندوبست چوہدری محمد اشرف صاحب کے گھر تھا۔ پھر حضور چائے نوش فرما کر براستہ پہلیس خورد سٹیشن پر تشریف لے گئے کیونکہ حضور نے دس بجے کی گاڑی سے لاہور فاروقی صاحب ڈپٹی جنرل مینیجر صاحب ریلوے کی والدہ ماجدہ صاحبہ کے چہلم شریف میں شمولیت کے بعد دربارِ عالیہ چورہ شریف جناب خواجہ محمد امیر بادشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے۔ مولٰی کریم حضور پُرنور فیض گنجور صاحبزادہ مدظلہ العالی کا سایہ تاقیامت ہمارے سروں پر قائم دائم رکھے آمین ثم آمین۔ حضورِ عالی نے یارانِ طریقت پر بہت کرم فرمائی کی اور غربا نوازی فرمائی۔

(سگِ دربارِ عالیہ علی پور شریف عنایت علی)

جو خریدار اپنا مکان تبدیل کریں یا اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے نئے پتہ سے دفتر کو مطلع کریں۔ ماہِ اکتوبر کے تین خریداروں کے رسالہ جات واپس آئے ہیں جن پر لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی رہائش تبدیل کر لی ہے ان تین خریداروں کے نام یہ ہیں :-
۱۔ غلام نبی صاحب چک ۵۰ ۲ ضلع لائل پور ۲۔ نوش لطیف خاں صاحب ۲۴۹ ۔ ۲ پاکستان ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی ۳۔ اخلاق علی کراچی

بیکانیر میں سالانہ گیارھویں شریف

عالیجناب قدوۃ السالکین۔ زبدۃ العارفین۔ شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت امیرِ ملت قبلۂ عالم مولانا مولوی حافظ حاجی پیر صوفی سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدث نقشبندی مجدّدی علی پوری قدس سرہ العزیز کا عرس مُبارک بتاریخ ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۶۲ء روز یوم جمعرات بعد نمازِ عشاء بمکانہ خاکسار عمر الدین وکیل شیدا محلّہ بہشتیاں میں منایا گیا۔ جس میں تلاوتِ قرآن پاک، حمد، نعت و منقبت ونظم پیش ہوئیں۔ عقیدت مندان وغلامانِ حضرت قبلۂ عالم نے شرکت فرما کر جلسے کو رونق بخشی اور سعادتِ دارین حاصل فرمائی۔ جلسہ ایک بجے شب بعد قیام وسلام بحضور خیر الانام سرکارِ دو عالم نورِ اولین ختم المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ختم ہُوا۔ اور شیرینی نکتی (بوندی) پر فاتحہ خوانی ہو کر تقسیم کی گئی۔ اور قبلۂ عالم کے تمام خاندان کے لئے اور سب کے لئے دعائے خیر کرائی گئی۔ اللہ اللہ کیا تصرف تھا۔ نور برس رہا تھا جلسے میں صاحبزادہ ماسٹر طفیل احمد پوتا حضرت آزاد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے تازہ منقبت پیش کی۔ جو بہت پسند کی گئی۔ اور دوبارہ سُنی گئی۔ نیز بابو محمد عثمان صاحب ایڈووکیٹ نے تازہ نظم سنائی جس سے تمام محفل محظوظ ہُوئی یا الٰہ العالمین سرکارِ علی پوری قبلۂ عالم روحی فداہ کا یہ فیضِ روحانی جاری وساری رہے۔ آمین ثم آمین

(خادم عمر الدین جگتی)

خیر مقدم

بخدمت عالی مرتبت حضرت سجادہ نشین صاحبزادہ محمد امین صاحب کنجاہ شریف

★

مرحبا اے صاحبِ صدرِ الامینؒ — مرحبا اے رہبرِ راہِ یقین
مرحبا اے تاجدارِ من لّدن — مرحبا اے رازِ دارِ رازِ کن
مرحبا اے پیرِ ما روشن ضمیر، — مرحبا اے مرشدِ برنا و پیر
مرحبا اے رہروِ راہِ یقیں — مرحبا اے حامئ دینِ متیں
مرحبا اے طالباں را رہنما — مرحبا اے مردِ کامل با خدا
خیر مقدم مے کنم پیشِ حضور — از خود و ز جانبِ یاراں حضور
یا الٰہی تا ابد جلوہ فروز — بر محباں مثلِ مہرِ نیمروز
بر سریر الفت مسند نشین — باعثِ فیروزئ دینِ مبین
از نگاہِ لطف باشد فیضیاب — ایں غلام طالبِ دار الثواب

اے خدا مارا ز عصیاں دور کن
واز شرابِ معرفت مخمور کن

(فقیر محمد ضیاء اللہ نعمانی)